هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۹/مارچ ۲۰۰۱ء شمارہ ۱۰

۱۳/ذوالحجہ ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۹/امان ۱۳۸۰ ہجری شمسی

ذکر و شکر الٰهی کی دعا

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے انہیں ہر نماز میں یہ دعا پڑھنے کا ارشاد فرمایا:

اے میرے رب میں تیرا ذکر کرنے اور تیرا شکر کرنے اور تیری عبادت کو حسین بنانے کے لئے تیری مدد چاہتا ہوں۔

(سنن نسائی کتاب السهو باب نوع آخر)

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام﴾

زکوٰۃ کا دینا، لغو سے اعراض کرنے کا ایک نتیجہ ہے

جو شخص دوسرے کے حق میں دست اندازی نہیں کرتا اور جو حقوق اس کے ذمہ ہیں ان کو ادا کرتا ہے اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے عہدوں کا پکا ہو اور دوسروں کی امانتوں میں خیانت کرنے سے بچنے والا ہو

”یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک نیک فعل دوسرے نیک فعل کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور ایک بد فعل دوسرے بد فعل کی ترغیب دیتا ہے۔ جب وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کرتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبعاً وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں اور اس گندی دنیا سے نجات پا جاتے ہیں۔ اور اس دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو کر خدا کی محبت ان میں پیدا ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ﴿هُمْ لِلزَّكوٰةِ فَاعِلُوْنَ﴾(المومنون:۵) یعنی وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور یہ ایک نتیجہ ﴿عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾(المومنون:۴) کا۔ کیونکہ جب دنیا سے محبت ٹھنڈی ہو جائے تو اس کا لازمی نتیجہ ہوگا کہ وہ خدا کی راہ میں خرچ کریں گے اور خواہ قارون کے خزانے بھی ایسے لوگوں کے پاس جمع ہوں وہ پروا نہیں کریں گے اور خدا کی راہ میں دینے سے نہیں جھجکیں گے۔ ہزاروں آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے یہاں تک کہ ان کی قوم کے بہت سے غریب اور مفلس آدمی تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں مگر وہ ان کی پروا بھی نہیں کرتے حالانکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک چیز پر زکوٰۃ دینے کا حکم ہے یہاں تک کہ زیور پر بھی ......۔ اور جو امیر، نواب اور دولت مند ہوتے ہیں ان کو حکم ہے کہ وہ شرعی احکام کے بموجب اپنے خزانوں کا حساب کر کے زکوٰۃ دیں لیکن وہ نہیں دیتے۔ اس لئے خدا فرماتا ہے کہ ﴿عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾(المومنون:۴) کی حالت تو ان میں تب پیدا ہوگی جب وہ زکوٰۃ بھی دیں گے۔ گویا زکوٰۃ کا دینا لغو سے اعراض کرنے کا ایک نتیجہ ہے۔

پھر اس کے بعد فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ﴾(المومنون:۶) یعنی جب وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کریں گے، لغو سے اعراض کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں گے۔ کیونکہ جب ایک شخص دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے اور اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ کسی اور کے مال کو ناجائز طریقہ سے کب حاصل کرنا چاہتا ہے اور کب چاہتا ہے کہ میں کسی دوسرے کے حقوق کو دبالوں۔ اور جب وہ اپنی مال جیسی عزیز چیز کو خدا کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا تو پھر آنکھ، ناک، کان، زبان وغیرہ کو غیر محل پر کب استعمال کرنے لگا۔ کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک شخص اول درجہ کی نیکیوں کی نسبت اس قدر محتاط ہوتا ہے تو ادنیٰ درجہ کی نیکیاں خود بخود عمل میں آتی جاتی ہیں۔ مثلاً جب خشوع خضوع سے دعا مانگنے لگا تو پھر اس کے ساتھ ہی لغو سے بھی اعراض کرنا پڑا اور جب لغو سے اعراض کیا تو پھر زکوٰۃ کے ادا کرنے میں دلیر ہونے لگا۔ اور جب اپنے مال کی نسبت وہ اس قدر محتاط ہو گیا تو پھر غیروں کے حقوق چھیننے سے بدرجہ اولیٰ بچنے لگا۔ اس لئے اس کے آگے فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ﴾(المومنون:۹) کیونکہ جو شخص دوسرے کے حق میں دست اندازی نہیں کرتا اور جو حقوق اس کے ذمہ ہیں ان کو ادا کرتا ہے اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے عہدوں کا پکا ہو اور دوسروں کی امانتوں میں خیانت کرنے سے بچنے والا ہو۔ اس لئے بطور نتیجہ کے فرمایا کہ جب ان لوگوں میں یہ وصف پائے جاتے ہونگے تو پھر لازمی بات ہے کہ وہ اپنے عہدوں کے بھی پکے ہونگے۔ پھر ان سب باتوں کے بعد فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾(المومنون:۱۰) یعنی ایسے ہی لوگ ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور کبھی ناغہ نہیں کرتے“۔(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۶۴۔۶۵)

خلافت کے نظام کا ایک اہم ستون مشاورت ہے

دنیا بھر میں منعقد ہونے والی مجالس شوریٰ کے لئے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے اہم نصائح

بیت الفتوح کی مسجد کی تحریک کے حوالہ سے جماعت کو وسیع جگہ خریدنے کی تاکید جہاں مسجد کے اردگرد کثرت سے احمدی گھر بنائے جاسکیں

اس مسجد کی تعمیر کے لئے تحریک پر صرف ایک ہفتہ کے اندر جماعت کی طرف سے ۳ء۳ ملین پاؤنڈز کے وعدوں کی پیشکش۔ بہت سے وعدوں کی ادائیگیاں بھی ہو چکی ہیں اور مزید وعدے آرہے ہیں ۔ جماعت کے اخلاص اور قربانی کا ایمان افروز تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۳/فروری ۲۰۰۱ء)

لندن (۲۳/فروری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ آل عمران کی آیت ۱۶۰ کی تلاوت کی اور اس کے ترجمہ کے بعد فرمایا کہ ہماری شوریٰ کے دن آرہے ہیں۔ پاکستان میں بھی اور دنیا بھر میں ہر جگہ سے ان کی متوقع مجلس شوریٰ کی اطلاع مل رہی ہے۔ پس دنیا میں جہاں جہاں بھی مجلس شوریٰ ہو رہی ہیں وہاں ان کو یہی واحد پیغام ہے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مشورہ سے متعلق مختلف احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پیش فرمائے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے مشورہ دے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ وہ مشورہ کس قسم کا ہونا چاہئے۔ اس بارہ میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ

جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے یا اسے امین ہونا چاہئے۔ مشورہ ایسا دیں جو بالکل سچا مشورہ دل کی گہرائی سے نکلے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بناتا ہے۔ اور جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی سے مشورہ کیا اور اگر اس نے رُشد سے یعنی سوچ بچار سے کام لئے بغیر مشورہ دیا تو اس نے خیانت سے کام لیا۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ اپنے اصحاب سے کثرت سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ حضور اکرمؐ نے ایک موقعہ پر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جب تم دونوں کسی مشورہ میں ہم رائے ہو جاتے ہو تو میں تم دونوں کے مشورہ کی مخالفت نہیں کرتا۔ اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ خلافت کے نظام کا ایک اہم ستون مشاورت ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ مشاورت سے بہتر خلیفۂ وقت کی رہنمائی کرنے والی اور کوئی بات نہیں ہوتی۔ ساری دنیا کے دماغ کا نچوڑ ہے جو خلیفۂ وقت کو پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت میں ہمیشہ خلفاء کو بھی مشاورت پر قائم رکھے اور ساری جماعت کو اپنے بہترین مشورے دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور ایدہ اللہ نے احادیث نبویہ کے حوالہ سے یہ بھی بتایا کہ اہم معاملات میں مشورہ کے لئے علماء یا عبادت گزار لوگوں کو بلایا جائے۔ راوی کو یاد نہیں کہ آنحضور ﷺ نے علماء کا لفظ فرمایا تھا یا عبادت گزار کا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حقیقت میں سچے علماء وہی ہیں جو عبادت میں خدا سے ڈرتے ہیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات اس موضوع سے متعلق پڑھ کر سنائے۔ اور فرمایا کہ بعض لوگ جو مشورہ کرنے کے باوجود مشورہ نہ مانیں ان کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر ضرور پکڑتی ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اس عملاً حکم عدولی کے مرتکب ہونے کی وجہ سے خدا کی تقدیر ضرور انہیں کسی سزا میں پکڑ لیتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی بکثرت مشورہ کیا کرتے تھے۔ یورپ و امریکہ میں تبلیغ اسلام کی غرض سے بھی حضور علیہ السلام نے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آپ ہی کے اس مشورہ کا فیض ہے کہ دنیا میں ہر جگہ خصوصاً یورپ اور امریکہ میں جماعت تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے انگلستان میں بیت الفتوح کی مسجد کی تحریک کے حوالہ سے فرمایا کہ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ اس مسجد کی تحریک کے وقت جو ہدایت خصوصیت سے کی تھی اس کے بالکل برعکس عمل ہوا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ پہلے مسجد کی طرف توجہ دی جاتی زوائد کی طرف پہلے توجہ دی گئی۔ اور تفصیل سے جو جائزہ لیا گیا ہے تو اس جگہ کے سلسلہ میں پیش آمدہ بعض مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس علاقہ کو اب ہمیں چھوڑنا ہی پڑے گا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں کمیٹی کو مشورہ دیا ہے کہ باہر کہیں ایسا علاقہ ڈھونڈیں جہاں بڑی زمین مہیا ہو اور اتنی بڑی زمین ہو جہاں کثرت سے احمدی گھر بنائے جائیں۔ اور وہاں مسجد کے ارد گرد احمدیوں کو پلاٹ الاٹ کئے جائیں اور اس حد تک مدد کی جائے کہ وہ بغیر سود کے مکان بنا سکیں۔ ان باتوں پر بہت غور و خوض کی ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی رہنمائی فرمائے گا اور ان سارے مسائل کو حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اگر اس علاقہ کے بیچنے کی کوشش کی جائے تو بعید نہیں کہ جتنا خرچ کیا ہے اس سے زیادہ مل جائے اور اس رقم کو دوسری جگہ زمین خریدنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور جو تحریک کے نتیجہ میں رقم آئے گی اس کو مسجد کی تعمیر کے لئے خرچ کیا جا سکتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے گزشتہ خطبہ میں کی گئی مالی تحریک پر جماعت نے جس والہانہ رنگ میں لبیک کہا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت تک ۳ء۳ ملین پاؤنڈز کے وعدے آ چکے ہیں اور بہت سی ادائیگی بھی ہو چکی ہے۔ اور مزید وعدے آ رہے ہیں۔ قربانی کے حیرت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے ہیں۔ بعض عورتوں نے اپنے زیورات اس مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر دئے ہیں۔ بعض چھوٹے بچوں نے اپنی جیب خرچ کی رقم سے بچت پیش کر دی ہے۔ ایک دوست لمبے عرصہ سے اپنا مکان تعمیر کرنے کے لئے رقم جمع کر رہے تھے انہوں نے اس رقم کا بڑا حصہ اس تحریک میں پیش کر دیا ہے۔ بعض نے اپنے پلاٹ پیش کر دئے ہیں۔ بعض نے مسجد کی تعمیر تک اپنی ایک معین آمد پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ایسا علاقہ ڈھونڈنے کی توفیق عطا فرمائے جس میں کوئی پابندیاں نہ ہوں اور ہم خدا کی رضا کی خاطر بہت اعلیٰ اور وسیع ترین مسجد کی تعمیر کی توفیق پا سکیں۔

گجرات کے زلزلہ زدگان کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے ۲۰ لاکھ روپے کی امداد

ضروری اشیاء اور طبی امداد سے لیس ۲۲ رکنی وفد کی گجرات روانگی

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ ۲۶؍جنوری کو گجرات میں ایک خوفناک زلزلہ آیا جس سے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق بمشکل ۲۰ ہزار لاشیں ملبے سے نکالی جا سکی ہیں جبکہ خبروں کے مطابق ایک لاکھ قریباً ملبے کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔ ہزاروں افراد زخمی اور ۳ لاکھ سے زائد لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔ کئی دیہات ایسے ہیں جو زلزلے کی وجہ سے صفحہ زمین سے نابود ہو چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ اپنی سابقہ شاندار روایات کے مطابق اس موقعہ پر بھی اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی خدمت میں اپنی توفیق کے مطابق حصہ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں ان مصیبت زدگان کے لئے دعائیں کرتے ہوئے ۲۰ لاکھ روپے کی رقم فوری طور پر عنایت فرمائی ہے۔ اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا ہے کہ ساتھ کے ساتھ آپ کو صورت حال سے آگاہ بھی کیا جاتا رہے۔ چنانچہ حضور پر نور کے ارشاد کی روشنی میں ۲۲۔افراد پر مشتمل پہلا وفد محترم مولانا محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی قیادت میں صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بھجوایا۔ اس وفد میں محترم مولوی برہان احمد صاحب ظفر نگران دعوت الی اللہ گجرات (ناظر نشر و اشاعت)، مکرم چوہدری عبد الواسع صاحب نائب ناظر امور عامہ، مکرم وحید الدین صاحب شمس نائب ناظر تعلیم، مکرم تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ ہماچل، مکرم ڈاکٹر عبد الحفیظ صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس ENT سپیشلسٹ، مکرم ڈاکٹر ملک مظفر حسین صاحب MD، چائلڈ سپیشلسٹ مع عملہ۔ اسی طرح ہومیو پیتھی ڈاکٹر صاحبان کی ٹیم اور رضاکار خدام بھی شامل ہیں۔ اس وفد کے ہمراہ بھاری تعداد میں ایلو پیتھک و ہومیو پیتھک ادویات اور خورونوش کی اشیاء کے علاوہ دیگر اشیاء ضروریہ جیسے کمبل گدے رضائیاں وغیرہ ہیں۔ مورخہ یکم جنوری ۲۰۰۱ء کو وفد کی روانگی سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے اجتماعی دعا کروائی۔

تازہ اطلاعات کے مطابق وفد بھج گجرات میں پہنچ چکا ہے اور دور افتادہ دیہاتوں میں جہاں اس سے قبل ریلیف نہیں پہنچی خدمت کے کاموں میں مصروف ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں صدر انجمن قادیان کی طرف سے چیف منسٹر گجرات کے ریلیف فنڈ میں ڈیڑھ لاکھ روپے کا عطیہ بھی دیا گیا ہے۔

اطلاعات کے مطابق احمدیہ رضاکاران کی ٹیم زلزلہ زدگان کی خدمت میں نہایت مستعدی سے مصروف ہے۔ مستحقین کو دو ہفتوں سے لنگر لگا کر کھانا کھلایا جا رہا ہے۔ احمدی ڈاکٹر صاحبان اپنے میڈیکل کیمپوں میں مریضوں کا علاج کر رہے ہیں اور ایسے مقامات پر خدمت کی توفیق مل رہی ہے جہاں اس سے پہلے کوئی ٹیم نہیں پہنچی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مصیبت زدگان کی اس مصیبت کو جلد دور فرمائے اور وفد کے اراکین کو توفیق بخشے کہ وہ ہمت و مستعدی سے انسانی خدمت کے اس فریضہ کو سرانجام دے سکیں۔

(بشکریہ: ہفت روزہ بدر قادیان ۸ تا ۱۵ فروری ۲۰۰۱ء)

جو بیتا دل پہ بیتی ہے وہ سامنے لاؤں تو کیسے
مَیں درد میں گزرے لمحوں کا احوال سناؤں تو کیسے

تم شیش محل میں بیٹھ کے اپنی دید کرا تو دیتے ہو
مجھ کو بھی بتاؤ مَیں شیشے کے اندر آؤں تو کیسے

ملنے کا مزا تو آتا ہے جب باہم مل جل بیٹھے ہوں
یہ بیچ میں جو دیوار سی ہے مَیں اس کو گراؤں تو کیسے

تم خوشبو ہو جو ساتھ ہوا کے مجھ تک آن پہنچتی ہے
مَیں تم کو اپنے ہونے کا احساس دلاؤں تو کیسے

جن گلیوں میں تم پھرتے تھے وہ ساجن کھوج میں رہتی ہیں
ان بیکل، بیکل گلیوں کو بولو سمجھاؤں تو کیسے

نہ میری زباں ہی کھلتی ہے نہ میرا قلم ہی چلتا ہے
پھر دل کے سچے جذبوں کو تم تک پہنچاؤں تو کیسے

آواز تمہاری آتی ہے، دیدار تمہارا ہوتا ہے
پرُدوری کا احساس ہے جو مَیں اس کو مٹاؤں تو کیسے

یہ بالک ہٹ، یہ تریا ہٹ، یہ راجا ہٹ تو کچھ بھی نہیں
ہے منوا ہٹ سب سے بڑھ کے مَن کو بہلاؤں تو کیسے

آنکھوں میں گھٹائیں بند ہیں یوں اک قطرہ پانی نہ نکلے
سینے میں سلگتی بھٹی کی پھر آگ بجھاؤں تو کیسے

تم اونچا اڑنے والے ہو مَیں ایک شکستہ پر چڑیا
جو منزل تم بتلاتے ہو وہ منزل پاؤں تو کیسے

مَیں لاج کی ماری کونے میں گردن کو جھکائے بیٹھی ہوں
ہے سوچ۔ یہی چھلنی چھلنی جھولی پھیلاؤں تو کیسے

آنکھوں کے مصفّٰی پانی کے چشموں میں روانی نہ ہو تو
اس دھبہ دھبہ دامن کے مَیں داغ مٹاؤں تو کیسے

گر غور کروں تو اور بھی اک چہرہ دکھلائی دیتا ہے
مَیں دیکھ کے شیشہ خود سے ہی پھر آنکھ ملاؤں تو کیسے

(صاحبزادی امتہ القدوس)

جماعت احمدیہ میں نظام شوریٰ

(چوهدری حمید الله - وکیل اعلیٰ تحریک جدید)

(قسط نمبر ۵)

نظام شوریٰ کی خصوصیات

(۱)

نظام شوریٰ کا امتیاز بنیادی یہ ہے کہ امر الٰہی کی تعمیل میں سرانجام دیا جاتا ہے۔ بمطابق ﴿شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ اور ﴿وَ أَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾۔

(۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"مغربی طرز کی جمہوریت شوریٰ کی پاسنگ کو بھی نہیں پہنچتی۔ ان کے مقاصد اور ان کے طریق کار اور ان کے انداز گفتگو اور خالصۃً اللہ کو مد نظر رکھتے ہوئے تقویٰ کے ساتھ مشورہ دینے کا کوئی تصور ہی وہاں موجود نہیں۔ تو شوریٰ کوئی ڈیموکریٹک انسٹی ٹیوشن نہیں ہے بلکہ آسمان سے اترنے والا ایک نظام ہے جو اوپر سے نیچے اترتا ہے۔ نیچے سے اوپر نہیں چلتا۔ ڈیموکریسی نیچے سے Root سے اٹھتی ہے"۔

(خطاب ۹/ستمبر ۱۹۹۲ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ برموقع مجلس مشاورت)

(۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ہم خدا کے فضل سے اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ وہ نور، وہ ہدایت اور وہ صداقت جو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجی ہے اس کی ترقی کے لئے کوشش کریں، اس کی اشاعت کے لئے غور کریں اور اسے پھیلانے کے لئے تجاویز سوچیں۔ اور اس ضمن میں جو مادی، تمدنی اور سیاسی باتیں پیدا ہوں ان پر غور کریں۔ لیکن اس لئے نہیں کہ اپنی ذات کے لئے کچھ حاصل کریں بلکہ اس لئے کہ ساری دنیا کو فائدہ پہنچائیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء صفحہ ۲۰۱)

(۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ایسی اغراض جن کا جماعت کے قیام اور ترقی سے گہرا تعلق ہے ان کے متعلق جماعت کے لوگوں کو جمع کر کے مشورہ لیا جائے تا کہ کام میں آسانی پیدا ہو جائے یا ان احباب کو ان ضروریات کا پتہ لگے جو جماعت سے لگی ہوئی ہیں، تو یہ مجلس شوریٰ ہے"۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء صفحہ ۴)

(۵)

اسی طرح فرمایا:

"اس میں اور پہلی کانفرنسوں میں جو ہوتی رہی ہیں فرق ہے اور وہ یہ کہ پہلی کانفرنسیں صدر انجمن کے سیکرٹری کے بلانے پر ہوتی تھیں مگر یہ خلیفہ کے بلانے پر منعقد ہوئی ہے۔ ان کانفرنسوں کا کام محدود اور شاید طریق عمل بھی مختلف تھا مگر اس کا کام بہت زیادہ اور وسیع اور اس کا طریق عمل بھی مختلف ہے"۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء صفحہ ۴)

(۶)

فرمایا: "دنیا کی انجمنیں ہوتی ہیں جو یہ کہتی ہیں آج کام کر کے دکھاؤ اور لوگوں کے سامنے رپورٹ پیش کرو مگر میں نے رپورٹ خدا کے سامنے پیش کرنی ہے۔ اور خدا کی نظر اگلے زمانوں پر بھی ہے۔ اس لئے مجھے یہ فکر ہوتی ہے کہ آج جو کام کر رہے ہیں یہ آئندہ زمانہ کے لئے بنیاد ہو۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ دیکھیں ہمارا کیا حال ہوگا بلکہ یہ ہے کہ جو کام ہمارے سپرد ہے اسے اس طریق پر چلائیں کہ خدا کو کہہ سکیں کہ اگر بعد میں آنے والے احتیاط سے کام لیں تو تباہ نہ ہوں گے۔ پس مجھے آئندہ کی فکر ہے اور میری نظر آئندہ پر ہے کہ ہم آئندہ کے لئے بنیاد رکھیں...... آئندہ نسل ان لوگوں پر جو یہ بنیادیں رکھیں گے درود پڑھیں گی...... وہ زمانہ آئے گا جب خدا ثابت کر دے گا کہ اس جماعت کے لئے یہ کام بنیادی پتھر ہے"۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء صفحہ ۲۰،۱۹)

(۷)

فرمایا: دوسرے لوگ اس لئے جلسے کرتے ہیں کہ چھینا جھپٹی کر کے خود فائدہ اٹھائیں۔ ہم اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ دنیا میں امن قائم کریں، راستی اور انصاف پر دنیا کو کاربند کریں۔ پس ساری دنیا ہماری مخاطب ہے اور ہم ساری دنیا کی خدمت کرنے والے ہیں اور یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے"۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء صفحہ ۲۰،۱۹)

(۸)

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ آخری فیصلے پر پہنچنے سے قبل حاضرین مجلس کو اظہار رائے کی نہ صرف آزادی دیتے تھے بلکہ بعض اوقات ایسے دوستوں کو جو خاموش طبع ہوں اور پبلک میں خطاب سے جھجکتے ہوں لیکن صائب الرائے اور وقیع ہوں خود بلوا کر اظہار رائے کی ترغیب دیتے۔ پھر اس بات کو بھی ملحوظ رکھتے تھے کہ کوئی اہم مشورہ میں شمولیت سے محروم نہ رہ جائے۔ بعض اوقات دیہاتی نمائندوں کو خاص طور پر بلوا کر ان کی آراء لیتے۔ بعض اوقات شہری یا قصباتی نمائندوں کو، کبھی تجار کو بلوایا جاتا، کبھی اہل حرفت دوستوں کو، کبھی وکلاء، کبھی ڈاکٹروں، کبھی اساتذہ کو نام لے کر رائے دینے کی ترغیب دی جاتی۔ پابندی اگر تھی تو صرف اتنی کہ اخلاق کی حدود سے کوئی تجاوز نہ کرے اور ذاتیات میں نہ الجھے"۔

(سوانح فضل عمر از حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب جلد دوم صفحہ ۱۹۸)

(۹)

خلیفہ وقت اپنی رائے کے باوصف آزادی سے بولنے کی تحریک فرماتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"محض اس خیال سے کہ کوئی تجویز میری طرف سے ہے اس پر غور نہ کرنا اور یہ سمجھ لینا کہ جو تجویز خلیفہ کی طرف سے پیش کی گئی ہے اس میں ضرور برکت ہوگی اس لئے ہمیں اس پر غور کرنے کی کیا ضرورت ہے، درست نہیں...... آپ محض اس وجہ سے اس پر غور سے پہلو تہی نہ کریں کہ میری طرف سے یہ پیش کی گئی ہے بلکہ آپ کے دل کی گہرائیوں سے یہی آواز نکلے کہ اس تبدیلی کی ضرورت ہے تو چھپائیں نہیں بلکہ دلیری سے گفتگو کر کے اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کریں۔ ...... جب اس پر عمل کرنے کا وقت آئے اس وقت اختلاف رائے کے اظہار کی اجازت نہ ہوگی لیکن مشورہ کے وقت ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنا مشورہ پیش کرے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء صفحہ ۱۰،۹)

(۱۰)

اسی طرح آپؓ نے فرمایا:

"مجلس شوریٰ ہو یا صدر انجمن احمدیہ، خلیفہ کا مقام بہر حال دونوں کی سرداری ہے۔ انتظامی لحاظ سے وہ صدر انجمن احمدیہ کا راہنما ہے اور آئین سازی اور بجٹ کی تعیین کے لحاظ سے وہ مجلس شوریٰ کے نمائندوں کے لئے بھی صدر اور راہنما کی حیثیت رکھتا ہے"۔ (الفضل ۲۷/اپریل ۱۹۳۸ء)

(۱۱)

"خلیفہ وقت نے اپنے کام کے دو حصے کئے ہوئے ہیں۔ ایک حصہ انتظامی ہے اس کے عہدیدار مقرر کرنا خلیفہ کا کام ہے...... دوسرا حصہ خلیفہ کے کام کا اصولی ہے۔ اس کے لئے وہ مجلس شوریٰ کا مشورہ لیتا ہے۔ پس مجلس معتمدین انتظامی کاموں میں خلیفہ کی ایسی ہی جانشین ہے جیسی مجلس شوریٰ اصولی کاموں میں خلیفہ کی جانشین ہے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء صفحہ ۳۶)

(۱۲)

خلیفہ وقت کثرت رائے کو رد فرما سکتا ہے۔ کیونکہ سب آراء تو خلیفہ وقت کے حضور مشورہ کی صورت ہیں جنہیں اختیار کرنے یا رد کرنے کا اسے اختیار ہے۔ تاہم جب بھی خلیفہ وقت نے کثرت رائے کو رد کیا تو ساتھ ہی وجوہات بیان فرمائیں جس کے نتیجہ میں تمام ممبران کو اتفاق رائے اور دل کا اطمینان نصیب ہو جاتا۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء صفحہ ۵۷ و رپورٹ ۱۹۵۷ء صفحہ ۸۳ تا ۹۱)

(۱۳)

"وہ لوگ جو جماعت احمدیہ کے اس روحانی نظام کو دنیاوی پیمانوں سے جانچتے ہیں اور اس امر پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ اگر خلیفہ وقت کو آراء کے رد کرنے کا اختیار حاصل ہے تو ایسے مشوروں کا فائدہ ہی کیا؟ اور اس طریق مشورہ کو محض ایک پردہ سمجھتے ہیں جو گویا آمریت کو چھپائے ہوئے ہے۔ ان کے لئے مجلس مشاورت جماعت احمدیہ کی کارروائیوں کا مطالعہ یقیناً آنکھیں کھولنے کا باعث بن سکتا ہے۔ وہ حیرت سے اس حقیقت کا مشاہدہ کریں گے کہ خلیفہ وقت ۹۹ فیصدی سے زائد مرتبہ کثرت رائے کی تائید کرتا ہے اور جب کثرت رائے سے اختلاف کرتا ہے تو ایسے قوی دلائل اپنے موقف کی تائید میں پیش کرتا ہے کہ کثرت رائے ہی نہیں تمام مجلس بالاتفاق خلیفہ وقت کی رائے کی فضیلت کی قائل ہو جاتی ہے"۔

(سوانح فضل عمر از حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب جلد دوم صفحہ ۱۹۹)

(۱۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"مشورہ کا مقصد ووٹ لینا نہیں بلکہ مفید تجاویز معلوم کرنا ہے۔ پھر چاہے تھوڑے لوگوں کی اور چاہے ایک ہی کی بات مانی جائے، یہی صحابہ کا طریق تھا اور یہی قرآن سے معلوم ہوتا ہے"۔

(رپورٹ مشاورت ۱۹۲۲ء صفحہ ۱۳)

(۱۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا:

"اس نظام کی کوئی مثال غیر مذہبی نظام میں کہیں دور سے بھی دکھائی نہیں دے سکتی۔ اس کا شائبہ تک کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ یہ وہ نظام ہے جو پختہ ہے، جو خدا سے تعلق رکھتا ہے، جو تقویٰ پر مبنی ہے۔ اس لئے مشورہ دینے والا اس بات پر بھی زور نہیں دیتا کہ میری بات ضرور قبول کی جائے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے حق ادا کر دیا ہے۔ جس چیز کو میں دیانتداری سے اچھا سمجھتا تھا میں نے پیش کر دی۔ جس نے مشورہ سنا وہ بھی دیانتداری سے اللہ

کے حضور اس کو حاضر ناظر سمجھتے ہوئے جو فیصلہ کرتا ہے اس میں برکت ہوگی"۔

(خطاب برموقع مجلس مشاورت ۹/ستمبر ۱۹۹۲ء بمقام برسلز صفحہ ۸)

(۱۶)

اسی طرح فرمایا:

"حقیقت میں بنیادی وجہ مشورہ مالی اخراجات ہیں اور اس شوریٰ کا باقی دنیا کی مجالس سے ایک امتیاز دکھایا گیا۔ جہاں تک تمام قوانین کے امور بھی ان کی مجالس شوریٰ ہی طے کرتی ہیں اور Elected Bodies خواہ وہ کسی طریق پر منتخب ہوئی ہوں یعنی ڈیماکریسی کے ذریعہ جو قانون کا گھر بنایا جاتا ہے اس کو اختیار ہوتا ہے کہ ہر قسم کے قوانین بھی وہ خود بنائے مگر مسلمانوں کی مجلس شوریٰ میں قانون سازی کا کوئی موقع نہیں نہ اس کا ذکر ممکن ہے کیونکہ جو صاحب امر ہے اس نے قانون جاری فرمادئے ہیں۔ لیکن چونکہ دو بنیادی ستون ہیں ہر مجلس شوریٰ کے خواہ اس کا نام مجلس شوریٰ ہو یا پارلیمنٹ رکھا جائے قانون سازی عمومی معاملات سے تعلق رکھنے والی اور سب سے اہم بات بجٹ ہے......

مسلمانوں کے لئے شوریٰ کے دوران چونکہ قانون سازی ان معنوں میں تو ممکن ہی نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت میں کوئی دخل دیں۔ اور اس میں کچھ اضافے کریں۔ یا ان میں سے کوئی کمی تجویز کریں وہ تو دائمی شریعت ہے۔ پس سب سے اہم چیز باقی رہ جاتی ہے وہ بجٹ ہے اور مالی معاملات پر غور کرنے کے لئے وہ آپس میں مشوروں کے بعد فیصلے کرتے ہیں اور اس پہلو سے ساری قوم اعتماد میں آجاتی ہے اور بعینہٖ یہی نظام ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ میں ہر جگہ قائم ہے تو بیچ میں ﴿اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ کو داخل کرنا بہت ہی اہم مضمون ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱/مارچ ۱۹۹۵ء)

☆......☆......☆......☆

رَدشدہ کثرت رائے کی مثالیں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"ایک موقعہ پر جمعہ کا دن تھا۔ آنحضرت ﷺ نے صبح سے لے کر جمعہ کے بعد تک مختلف وقتوں میں مشورہ کیا۔ آپ نے مہاجرین سے مشورہ کیا کہ جنگ احد کے لئے ہمیں مدینہ میں رہ کر لڑنا چاہئے یا مدینہ سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ بہت بھاری اکثریت مہاجرین کا یہ مشورہ تھا کہ ہمیں مدینہ میں رہ کر لڑائی کرنی چاہئے بزرگ انصار کی بہت بھاری اکثریت کا مشورہ بھی یہ تھا کہ ہمیں مدینہ میں رہ کر جنگ کرنی چاہئے لیکن انصار میں بعض نوجوانوں نے جنہیں کسی صورت میں بھی اکثریت نہیں کہا جاسکتا، اپنے جوانی اور جوشِ قربانی اور ایثار میں اور جوش شہادت میں مشورہ دیا کہ حضور مدینہ سے باہر نکل کر کفار کا مقابلہ کریں۔ وہ نوجوان بدر کی جنگ میں شامل نہیں ہوئے تھے اس لئے شاید ان کا یہ خیال تھا کہ اگر مسلمانوں نے کفار کا مقابلہ مدینہ میں رہ کر کیا تو ممکن ہے کفار مدینہ کا محاصرہ کرلیں اور شاید وہ بغیر لڑائی کئے واپس چلے جائیں۔ ان کے دل میں یہ خواہش تھی کہ لڑائی ہو کچھ ہم ماریں اور کچھ ہم میں سے جن کے حق میں شہادت مقدر ہے وہ شہادت حاصل کریں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان نوجوانوں کی بات مان لی اور اکابر مہاجرین اور انصار کی بات کو رد کردیا۔ آپؐ کے ایسا کرنے میں بہت سی حکمتیں تھیں اور سوچنے والا سوچ سکتا ہے کہ وہ حکمتیں کیا تھیں"۔

(رپورٹ مشاورت ۱۹۷۶ء (غیرمطبوعہ) صفحہ ۲۴۶،۲۴۷ بحذف الفاظ)

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کثرت رائے کے خلاف فیصلہ دینے کے اختیار سے متعلق ۱۹۳۶ء کی مجلس مشاورت میں متعدد مثالوں کے ساتھ ارشادات فرمائے:

الف......: صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے مشورہ کیا اور مردوں کی دی ہوئی کثرت رائے کو رڈ فرمایا۔

ب......: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لشکر اسامہؓ کی نسبت کثرت رائے کو رڈ فرمایا۔

ج......: تجویز تھی کہ صوبائی امیر کہیں موجود ہوں اور وہاں کا امیر مقامی کوئی اور شخص ہو تو جمعہ پڑھانے کا اصل حق امیر مقامی کا ہوگا۔ اکثریت اس تجویز کے حق میں تھی مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کے خلاف فیصلہ فرمایا کہ: "جہاں بھی پراونشل امیر ہو جمعہ کا خطبہ دینے کا حق اسے مقدم طور پر حاصل ہوگا"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء صفحہ ۵۷)

نوٹ:۔ اس مضمون کے ارشادات کے لئے دیکھیں ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۸۳ء (غیرمطبوعہ) صفحہ ۷۷۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹/مارچ ۱۹۹۶ء نیز مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۷۔۲۳/مئی ۱۹۹۶ء صفحہ ۸)

(۳) ۱۹۲۶ء کی مشاورت میں ایک تجویز آئی کہ نظارت دعوت و تبلیغ کو اجازت دی جائے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے دوروں کا پروگرام تجویز کر کے ان کا اہتمام کرے۔ اس تجویز کے حق میں ۱۰۵ اور خلاف ۷۵ آراء تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کثرت رائے کو رڈ فرمایا......

(رپورٹ شوریٰ ۱۹۲۶ء مندرجہ احمدیہ گزٹ قادیان ۱۱/مارچ ۱۹۲۷ء صفحہ ۲۶،۳۰)

(۴) ایک دفعہ تجویز تھی کہ کراچی، لاہور اور راولپنڈی کو مقامی ضروریات کے لئے ان کے چندوں کا تیسرا حصہ بطور گرانٹ دیا جائے۔ اسے اپنے اختیار سے ردّ کرنے کی بجائے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تجویز کے مضر اثرات اور منفی نتائج دلائل کے ساتھ واضح فرمائے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۷ء صفحہ ۹۱)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

بھیج دُرود اس محسن پر تو دن میں سَو سَو بار
پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار

(کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ)

بقیہ: امتہ الحفیظ قمر صاحبہ مرحومہ از صفحہ نمبر ۱۳

نے روانگی میں تاخیر کرنے کو پسند نہ کیا۔ چنانچہ میری بیوی اور بچے خوشی سے حسب پروگرام میری روانگی میں روک نہ بنے اور نہ ہی اس خوشی کو بدمزگی میں بدلا۔ الحمد للہ۔ میری عدم موجودگی میں افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بزرگوں نے اس شادی میں شریک ہوکر ان کی حوصلہ افزائی کی جس کی ان کو بہت خوشی ہوئی اور میرے لئے بھی سکون قلب کا موجب بنے۔ میرے برادر نسبتی اور سمدھی مکرم بھائی خواجہ احمد حسین صاحب درویش قادیان نے بھی شادی کے سلسلہ میں خوب تعاون کیا۔ اپنا اور اپنی فیملی کا ویزا حاصل کر کے بیٹی کو قادیان (انڈیا) سے ربوہ لے آئے اور یہ اصرار نہ کیا کہ لڑکا آئے اور آکر اپنی بیوی کو لے جائے۔ ربوہ آکر اپنے بھائی محمد افضل صاحب بٹ کے گھر سے بڑی سادگی اور بزرگوں کی دعاؤں کے ساتھ اپنی بیٹی عزیزہ سلیمہ شگفتہ کو رخصت کردیا اور کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ انہوں نے بھی چار پانچ ماہ کی تاخیر کی حضور انور سے درخواست نہ کی کیونکہ میری روانگی کے پانچ ماہ بعد شادی انجام پاگئی تھی۔ وہ بھی سلسلہ کی ضرورت کو مقدم رکھنے اور قواعد کی پابندی کرنے کے اصول کے قائل ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

میری مرحومہ بیوی نے تین بیٹیوں کی شادیاں اپنی زندگی میں کیں۔ میری آخری بیٹی امتہ الحئی قمر صاحبہ بی اے کی شادی ان کی وفات کے تقریباً تین سال بعد عزیزم لقمان محمد صاحب (واقف زندگی) ابن مکرم خان محمد صاحب (امیر جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خان) سے طے پائی۔ اس کے معاملہ میں بہت فکر مند تھا۔ الحمد للہ رشتہ طے ہوگیا۔ پہلی بچیوں کی تیاری کا مجھے کوئی علم نہیں۔ کیا دیا، کیا تیاری کی۔ میرا خیال تھا کہ ہماری طرف سے بچیوں کو کانٹے اور انگوٹھی کا تحفہ دیا گیا ہے۔ میں نے عزیزہ امتہ الحئی کو کہا کہ میں آپ کو وہی زیور تحفہ دوں گا جو آپ کی بہنوں کو آپ کی امی نے دیا تھا یعنی کانٹے اور انگوٹھی۔ اس پر امتہ الحئی نے کہا کہ ابو جان آپ نے میری کسی بہن کو کوئی زیور نہیں دیا اور میں بھی نہیں لوں گی۔ جب میں نے یہ سنا تو میری عجیب کیفیت تھی۔ میں نے مرحومہ کے لئے بہت دعائیں کیں۔ رات جب آنکھ کھلتی میں ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتا رہا۔ صبح بہشتی مقبرہ جاکر ان کے اور ان کے والدین کے مزاروں پر بہت دعا کی کہ اتنی برداشت۔ حالانکہ ان باتوں پر یہ خوشی کے مواقع بعض دفعہ لڑائی جھگڑوں، بدمزگی اور غمی کا موجب بن جاتے ہیں لیکن نہ ماں نے اور نہ ہی ان کی بیٹیوں میں سے کسی نے گلہ شکوہ اور اپنی خواہش کا کبھی اشارہ تک بھی نہیں کیا اور نہ یہ دیکھا اور پوچھا کہ دوسری طرف سے کیا آیا ہے۔ اس کا کوئی اظہار نہیں۔ نہ ہی ان سے کوئی مطالبہ کیا۔ بیشک انہوں نے اسی طرح کیا جس طرح کامل توکل سے ان کی والدہ نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ ان کو بھی خدا تعالیٰ نے زندگی میں بہت کچھ دیا اور ان کی اولاد پر خدا تعالیٰ کے فضل ہیں اور آئندہ بھی ہونگے۔ انشاء اللہ

امتہ الحفیظ کو قرآن کریم سے بہت پیار تھا۔ صبح کی نماز کے بعد کبھی ظہر یا عصر کے بعد بھی تفسیر صغیر سے تلاوت قرآن کریم کرتیں اور پھر اونچی آواز سے ترجمہ پڑھا کرتیں۔ کثرت تلاوت کی وجہ سے اتنی مہارت اور اہلیت تھی کہ اگر کوئی طالبعلم یا تلاوت کرنے والا غلط پڑھتا تو بغیر دیکھے اس کی اصلاح کردیا کرتی تھیں۔ بہت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔

بدوملہی میں بہت سے بچے پڑھا کرتے تھے۔ ہمارے ایک غیر احمدی پڑوسی کی بیوی بالکل اَن پڑھ تھیں۔ ان کا محبت سے بچوں کو پڑھانا اور ان کا قرآن سے پیار دیکھ کر اس کو قرآن کریم پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس کو یسرنا القرآن بڑی محنت اور اس کے شوق کو قائم رکھتے ہوئے پڑھایا۔ وہ ایک لفظ بھی اردو کا نہیں جانتی تھی۔ اس کی حوصلہ افزائی اس طرح کی اور محنت بھی کہ پانچ چھ ماہ کے اندر اس نے بڑی روانی اور خوش الحانی سے قرآن کریم پڑھنا شروع کردیا اور تھوڑے عرصہ میں قرآن کریم مکمل کرلیا۔

موصیہ ہونے کی وجہ سے انہیں علم تھا کہ ہر موصی سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ کم از کم دو افراد کو ہر سال قرآن کریم مکمل کروائے۔ اس نیت سے گھر میں بچوں کو پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری رہتا۔ چنانچہ وفات سے پہلے ایک خاتون کو جو شادی شدہ اور کئی بچوں کی ماں ہے اس کو قرآن کریم سیکھنے کے لئے تیار کیا۔ دوسرے محلہ میں جاکر اس کو باقاعدہ پڑھایا کرتی تھیں۔ طبیعت خراب ہو، موسم ناموافق ہو، انہوں نے وقت نکال کر جانا ہے۔ زندگی میں آخری سفر، جس میں آپ کی وفات ہوئی، پر جانے سے پہلے اس عورت کو تحریک کی کہ میں نے ایک شادی پر جانا ہے۔ میری خواہش ہے کہ تجھے قرآن کریم ختم کرواکر جاؤں اس لئے محنت کر اور زیادہ سے زیادہ سنایا کر۔ چنانچہ جانے سے پہلے اس کو قرآن کریم ختم کروایا اور جاہن ضلع حافظ آباد میں ایک شادی میں شریک ہونے گئی تھیں کہ وہاں ہی داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اس طرح یہ ان کا آخری سفر ثابت ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ان کی اس محبت قرآن کو قبول فرمائے اور قرآن کریم ان کے حق میں گواہی دے اور اللہ تعالیٰ اپنی صفت عفو اور مغفرت اور ستاری کی چادر میں ان کو لپیٹ لے۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهَا بِالْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَارْفَعْ دَرَجَاتِهَا فِي الْجَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ وَاجْعَلْ لَهَا لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِيْنَ۔ آمین

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرماکر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

خطبہ جمعہ

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے بہترین ہیں

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے چاہئے کہ بھلی بات کرے یا چپ رہے

چاہئے کہ تمہاری زبانیں تمہارے قابو میں ہوں اور ہر قسم کے لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنے والی ہوں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲؍ فروری ۲۰۰۱ء ۲؍ تبلیغ ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ . يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ﴾ -

(سورة النور آيات ۲۵-۲۶)

وہ دن (یاد کرو) جب ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف ان باتوں کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ انہیں ان کی پوری پوری جزا دے گا جس کے وہ سزاوار ہیں اور وہ جان لیں گے کہ یقیناً اللہ ہی ہے جو ظاہر حق ہے۔

آج کے خطبہ کا موضوع اخلاق حسنہ ہے۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے اخلاق بہت اعلیٰ ہیں مگر جب قرآن اور رسول کے کلمات کی کسوٹی پر ان کو پرکھا جائے تو ہر شخص کا دل خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ میرے اعمال دکھاوے کے لئے تھے۔ وہ اعمال نہیں ہیں جو لوگ دیکھ رہے تھے اور قیامت کے دن خود اس کے اپنے جسم کے حصے، اس کی جلد، اس کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ بداخلاق شخص تھا اور بداخلاق شخص کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی یہ تنبیہ ہے کہ وہ جنت میں نہیں جاسکتا۔

اس سلسلہ میں جو احادیث میں نے آج کے خطبہ کے لئے چنی ہیں ان میں پہلی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ مرفوع روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو سب اعضاء زبان کی اطاعت کا اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کر کیونکہ ہم تیرے ہی تابع ہیں۔ اگر تو درست رہی یعنی زبان سے کہتے ہیں کہ اگر تو درست رہی تو ہم بھی درست رہیں گے، اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (سنن ترمذی کتاب الذھد)

ایک اور روایت حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں مَیں نے عرض کیا مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپؐ نے فرمایا تو کہہ رَبِّیَ اللّٰہ۔ یعنی میرا ربّ اللہ ہے۔ اب اس بات کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

اب یہ تو بڑی آسان بات ہے کہنا کہ میرا رب اللہ ہے مگر ربوبیت کے لئے جو انسان ساری زندگی اپنی ضائع کرتا ہے یا دوسروں کے سامنے جھکتا ہے، ربوبیت ہے جو دراصل اس کا امتحان لیتی ہے۔ پس منہ سے کہہ دینا کہ میرا رب اللہ ہے کافی نہیں ہے۔ بلکہ جب مشکل پڑے، جب مال کھانا ہو کسی کا اس وقت اللہ ربّ نہ رہے، جب کسی سے بددیانتی کرنی ہو، کسی کا شریعت کے لحاظ سے جو ورثہ کا حق بنتا ہے وہ مارنا ہو اس وقت ربّ اپنا جھوٹ بن جاتا ہے۔ تو یہ بہت ہی بری عادت ہے۔ لوگ اس بات کو سمجھتے ہی نہیں۔ اب روزانہ میرے پاس اتنے خط آتے ہیں جھگڑوں کے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ میں یہ لوگ بھی ہیں جو اپنی بہنوں کا حق مار رہے ہیں، اپنے بھائیوں کا حق مار رہے ہیں۔ قضاء فیصلے کرتی ہے ورثوں کے ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی تو دوسروں کا حق مار لینا بہت بڑی بداخلاقی ہے اور اعلیٰ اخلاق والا سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی کا حق مارے بلکہ وہ تو دوسروں کے لئے اپنا حق چھوڑتا ہے۔ اس لئے اس مضمون کو مضبوطی سے پکڑ لیں کہ رَبِّیَ اللّٰہ جب کہیں تو واقعی رَبِّیَ اللّٰہ ہو۔

پھر میں نے عرض کیا آپ میرے بارہ میں سب سے زیادہ کسی چیز کا خوف رکھتے ہیں۔ اس پر حضورؐ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا اس سے۔ (سنن ترمذی کتاب الزھد)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کے حالات کے مطابق ان کو جواب دئے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے وہ شخص زبان کا ذرا کرخت تھا اور سخت زبانی اس کا ایک پیشہ تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہر صحابی کو اس کے حالات کے مطابق جواب دیا ہے اور کثرت سے مختلف جواب ایک ہی مضمون کے مختلف حدیثوں میں مختلف شخصوں کو دئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اس سے اس میں تضاد نہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فطرت شناسی تھی۔ آپ فوراً اس کے لب ولہجہ، اس کی پیشانی سے پہچان جایا کرتے تھے کہ پوچھنے والا کیوں پوچھ رہا ہے اور اس کے مطابق ہی آپ اس کو جواب دیتے تھے۔

ایک روایت حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کا ہر کلام اس کے خلاف ہوتا ہے اس کے حق میں نہیں ہوتا"۔ اور یہ بھی بڑی غور طلب بات ہے کہ ہر بات خلاف ہو انسان کے اور اس کے حق میں نہ ہو۔ اس کا استثناء یوں فرمایا "سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اور ذکر الٰہی کے"۔ (سنن ترمذی کتاب الزھد)

جب تم کسی نیک بات کی ہدایت کرتے ہو تو وہ تمہارے خلاف نہیں جائے گا۔ نہی عن المنکر کی ہدایت کرو گے، برے کاموں سے روکو گے تو وہ بھی تمہارے خلاف نہیں ہوگا اور ذکر الٰہی تو خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن بعض دفعہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے اس لئے بھی رک جاتے ہیں کہ بظاہر وہ تقویٰ کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اعمال اتنے اعلیٰ تو نہیں ہیں کہ ہم دوسروں کو بھی برائی سے روکیں۔ لیکن وہ سمجھتے نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ہر شخص اگر اپنے اعمال کو گہرائی سے دیکھے تو وہ دوسرے کو کسی بات سے منع کرنے کا اہل نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق جب برائی سے روکیں گے تو پھر اپنی برائی نظر آنے لگ جائے گی۔ جب نیک کام کا حکم دیں گے تو خود اپنا اعمال نامہ سامنے ہوگا اور یہ کرنے سے ہی آپ کی ذات میں نمایاں ترقی ہونا شروع ہو جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے ایک ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں اور دل کنوار گندل سے بھی زیادہ کڑوے ہیں۔ مجھے اپنی ذات کی قسم میں انہیں ایسے فتنہ کا موقع دوں گا جو ان میں سے نرم دل انسان کو ششدر کر دے گا۔ وہ میرے بارہ میں بھی دھوکہ میں مبتلا ہیں یا فرمایا کہ خود مجھ پر ہی جسارت کرتے ہیں۔ (سنن ترمذی کتاب الزھد)

ایک حدیث صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اللہ کی رضا کی کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کی کوئی خاص توجہ نہیں بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بھی اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ یعنی اگر بے خیالی میں بلا ارادہ بھی نیکی کی کوئی بات کرے تو اس کا بھی اس کو اجر ملتا ہے۔ اور بندہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کرتا اور اس بے توجہی کی وجہ سے جو وہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے کی بات کر لیتا ہے وہی اس جہنم تک لے جاتی ہے۔ (صحیح بخاری باب حفظ اللسان)

بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا بعض دفعہ انسان کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی اس نے پوری طرح چھان بین نہیں کی ہوتی تو اس کے نتیجہ میں آگ میں مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ سے بھی زیادہ دور جا گرتا ہے۔

قرآن کریم میں بھی اس بات کی بہت بار بار تاکید فرمائی گئی ہے تو جب کوئی افواہ سنو تو خواہ مخواہ اس کو قبول نہ کر لیا کرو اور آگے نہ چلا دیا کرو۔ ادھر کان میں افواہ پڑی اور زبان نے اس کو اچھال دیا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں سوسائٹی میں لوگوں کے متعلق بدروایتیں پھیلتی ہیں۔ اور جھوٹ کے تنے پھوٹتے ہیں۔ بسا اوقات انسان ایک معصوم کے اوپر اس قسم کی بات کر دیتا ہے جو اس نے کسی سے سنی ہوئی ہو اور وہ اپنی طرف سے معتبر سمجھا جاتا ہے سو اس معتبر صاحب کی بات کے پیچھے پھر ساری سوسائٹی اس کو برا اور اسی طرح گندا سمجھنے لگ جاتی ہے جس کے متعلق اس نے بات کی ہے حالانکہ اگر معصوم کے اوپر تہمت لگائی جائے تو قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ بہت بڑی سزا اس کی ہونی چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ سے استغفار ہی کرتے رہنا چاہئے۔

ایک حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ نجات کیا ہے؟ آنحضورؐ نے فرمایا: اپنی زبان کو روک کر رکھو اور چاہئے کہ تمہارا گھر تمہارے لئے کفایت کرے اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔ (سنن ترمذی کتاب الزھد)

ایک حدیث مسند احمد بن حنبل سے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کا ایمان اس وقت تک درست نہیں رہ سکتا جب تک اس کا دل درست اور سیدھا نہ ہو اور اس کا دل سیدھا نہیں ہو سکتا جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہو۔ اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کا پڑوسی اس کے شر اور دکھوں سے محفوظ نہ رہے۔ (مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین من الصحابة)

اب اس تسلسل میں کیا چیز مشترک ہے یہ غور طلب حدیث ہے۔ ایمان درست نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور جب تک زبان درست نہ ہو دل درست نہیں رہ سکتا۔ یہ دونوں ایک دوسرے پر لازم ملزوم ہیں۔ اگر دل گندہ ہو تو زبان سے بھی گند ہی پھوٹتا ہے۔ اگر زبان گندی ہو تو ایسے شخص کا دل پاک نہیں ہو سکتا۔ ناممکن ہے کہ دل تو پاک ہو اور زبان گندی ہو۔ دوسرے پڑوسی زیادہ جانتے ہیں کہ ہمارا ہمسایہ کیسا ہے۔ جس کے گھر میں اپنے گھر والوں سے بھی اپنی بدیاں نہیں چھپتیں بسا اوقات پڑوسیوں سے بھی نہیں چھپا کرتیں۔ چنانچہ بہت سے میں نے دیکھا ہے رشتے تلاش کرنے والے پڑوسیوں سے جا کر پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے ہیں۔ وہ سچی بات بتا دیتے ہیں۔ تو اس لئے اس کے معاً بعد آپ نے پڑوسی کا ذکر فرمایا۔ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کا پڑوسی اس کے شر اور دکھوں سے محفوظ نہ رہے۔ جب اس کے شر اور دکھ پڑوسی کو ملتے ہیں تو پھر وہ ان کے متعلق رائے بھی ویسی کرتا ہے۔

ایک حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنے خون اور اپنے اموال کا امین جانیں۔ (مسند احمد بن حنبل مسند باقی المکثرین من الصحابة) ۔یعنی سچا مومن تو وہ ہے جس کے متعلق یقین ہو کہ یہ بددیانتی نہیں کرے گا۔ بسا اوقات لوگوں نے امانتیں رکھوانی ہوں تو مولوی کے پاس نہیں رکھواتے کسی اور کے پاس رکھوا دیتے ہیں۔ ہمارے ایک دفعہ مجھے یاد ہے بر.جی بہاول میں ایک شخص تھا بے چارہ اس کو اپنی امانت کچھ رکھوانی تھی۔ میرے پاس دوڑا دوڑا آیا کہ میری امانت رکھ لیں۔ میں نے کہا تمہارے پاس مولوی اتنا بڑا رہتا ہے اس کو کیوں نہیں دیتے۔ کہا توبہ توبہ مولوی تو اسی وقت کھا جائے گا۔ تو دل ہمارے ساتھ ہیں خواہ منہ کریں بک بک ہزار۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ مولوی بددیانت ہے اور جب امانت رکھوانے کا معاملہ ہو تو احمدیوں کے پاس ہی رکھوائی جاتی ہے۔

ایک بخاری کتاب الرقاق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے چاہئے کہ بھلی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ بھلی بات کہنا بھی صدقہ ہے اور اگر بھلی بات نہیں کر سکتے تو چپ رہو، یہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ بری بات منہ سے نکلے تو وہ بہت بڑی حد تک کسی کو گنہگار بھی کر سکتی ہے۔

سنن ابن ماجہ سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے وہ کچھ سکھائیں جو جامع ہو یعنی ہر سیکھنے والی بات اس میں سمٹ جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسی نماز پڑھ گویا وہ تیری آخری نماز ہے" اور نماز میں جتنی بخششیں انسان مانگ سکتا ہے وہ اپنے لئے مانگے۔ پھر زندگی کا اعتبار کوئی نہیں۔ نماز سے جو گناہ دھلتے ہیں باہر جا کے انسان پر پھر گناہ چڑھ جاتے ہیں۔ تو بہت ہی پیاری نصیحت ہے کہ نماز پڑھو تو ایسی پڑھو جیسے تمہاری آخری نماز ہو اور لوگوں سے ایسا کلام نہ کر جس کے بعد تجھے معذرت کرنی پڑے۔ اور جو چیز لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے امید وابستہ نہ کر۔ (سنن ابن ماجه کتاب الزهد باب الحکمة)۔

یعنی بنی نوع انسان کے ہاتھوں سے اگر انسان کی حرص اور امید اور ہواء وابستہ ہو جائیں تو پھر وہ خدا کا نہیں ہوتا۔ وہی بات ہے کہ رَبُّنَا اللّٰہ پھر سچے دل سے نہیں کہہ سکتا۔

سنن ترمذی میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری اور کوئی عمل نہیں ہوگا"۔ یعنی اس کے اعمال کا اگر جائزہ لیا جائے گا تو جس کے اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا حسن اخلاق کے لحاظ سے وہ یقیناً جنتی ہے اور اس کی پھر بعض خطائیں بھی اس کی وجہ سے بخشی جا سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فحش اور بدکلامی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

(سنن ترمذی کتاب البر والصلة ۔باب ما جاء فی حسن الخلق)

اب ان احادیث نبوی کے بعد اور حدیثیں ہیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس ہونگے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوں گے جو تم میں سے زیادہ عمدہ اخلاق کے حامل ہوں گے۔ اور قیامت کے دن مجھے زیادہ ناپسندیدہ مجالس کے لحاظ سے مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بہت زیادہ بولنے اور بغیر سوچے سمجھے تمسخرانہ انداز میں لمبی لمبی باتیں کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہونگے۔

(سنن ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی معالی الاخلاق)۔

مزاح تو رسول کریم ﷺ کی فطرت میں بھی تھا مگر بے سوچے سمجھے مزاح کی خاطر، ہنسانے کی خاطر لوگوں کی برائیاں بیان کر دینا کسی میں مین میخ نکالنا یہ بہت ہی بیہودہ عادت ہے اور اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ایک مسلم کتاب الفضائل سے روایت لی گئی ہے۔ مسروق روایت کرتے ہیں کہ جب معاویہ کوفہ آئے تھے تو اس وقت ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضورؐ نہ تو فحش کلامی کرتے تھے اور نہ ہی فحش کلامی سننا پسند کرتے تھے اور انہوں نے مزید بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے بہترین ہیں"۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کثرة حیائه ﷺ)

ایک سنن ترمذی سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے عمل کے بارہ میں دریافت کیا گیا جو کثرت سے لوگوں کو جنت میں داخل کرنے کا موجب ہوگا تو آپؐ نے فرمایا: "اللہ کا تقویٰ اور حسن اخلاق"۔ اور آپ سے ایسے عمل کے بارہ میں پوچھا گیا جو لوگوں کو کثرت سے آگ میں داخل کرنے کا موجب ہوگا تو آپ نے فرمایا: "منہ اور شرمگاہ"۔

(سنن ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی حسن الخلق)

اب میں اسی مضمون سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یہ ملفوظات سے عبارت لی گئی ہے۔

"چاہئے کہ تمہاری زبانیں تمہارے قابو میں ہوں۔ ہر قسم کے لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنے والی ہوں۔ جھوٹ اس قدر عام ہو رہا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ درویش، مولوی، قصہ گو، واعظ اپنے بیانات کو سجانے کے لئے خدا سے نہ ڈر کر جھوٹ بول دیتے ہیں اور اس قسم کے اور بہت سے گناہ ہیں جو ملک میں کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں"۔

(ملفوظات جلد دوم (جدید ایڈیشن) صفحہ ۲۶۶)۔

آج کل پاکستان کی سب سے بڑی لعنت یہ مولویوں کے جھوٹ ہی ہیں۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر ملفوظات جلد دوم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عبارت بھی درج ہے:

"اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی"۔ انسان کو ہمیشہ اس پہلو سے Introvert ہونا چاہئے یعنی جب بھی وہ کوئی بات کرتا ہے اگر تو ہو سکے تو پہلے سوچ لے اور اگر بات کر بیٹھا ہو تو پھر دوبارہ اس پر ضرور غور کرے۔ یہ جو گائے بھینسیں بکریاں جگالی کرتی ہیں یہ ایک قسم کی ذہنی جگالی ہوتی ہے۔ بات کر لی ہے پھر اس پر غور کریں تو خود محسوس ہو جائے گا کہ کون سی بات غلط تھی اور آئندہ سے اس سے توبہ کریں۔

"جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی۔ زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں اس لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہئے۔ دیکھو کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کر سکتا جس کو اپنا خیر خواہ سمجھتا ہو۔ پھر وہ شخص کیسا بے وقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا، اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔ ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے"۔

(ملفوظات جلد دوم (جدید ایڈیشن) صفحہ ۲۶۲۔۲۶۳)

اب نماز میں ہر روز ہم ﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ﴾ کی جو دعا کرتے ہیں اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک بہت ہی عارفانہ تحریر ہے۔ ملفوظات میں اس لئے بیان کرتا ہوں کہ بعض دفعہ سننے والے معمولی سی غلطی بھی کر دیتے ہیں تو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر ہے وہ بہت زیادہ قابل اعتماد ہے بجائے ملفوظات کے۔ لیکن چونکہ ملفوظات کا اکثر حصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی چھپ بھی جاتا تھا اس لئے اس پہلو سے وہ بھی نہایت معتبر روایت ہے۔ جو زندگی کے بعد چھپے ہیں ان کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کوئی غلطی ہو گئی ہو مگر زندگی میں چھپنے والے ملفوظات یقیناً قابل اعتماد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ﴾ کی تعلیم دی ہے۔ اب ممکن تھا کہ انسان اپنی قوت پر بھروسہ کر لیتا اور خدا سے دور ہو جاتا اس لئے ساتھ ہی ﴿اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾ کی تعلیم دے دی"۔ کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور یہ تو دعویٰ ہے ایک اپنے متعلق کہ ہم ضرور تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی کریں گے مگر جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو، نہ عبادت کر سکتے ہیں اللہ کی، نہ آئندہ کر سکیں گے۔ اس لئے فرمایا "ساتھ ہی ﴿اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾ کی تعلیم دے دی کہ یہ مت سمجھو کہ یہ عبادت جو میں کرتا ہوں اپنی قوت اور طاقت سے کرتا ہوں، ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت جب تک نہ ہو اور خود وہ پاک ذات جب تک توفیق عطا نہ فرمائے کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور پھر "اِیَّاکَ اَعۡبُدُ" یا "اِیَّاکَ اَسۡتَعِیۡنُ" نہیں کہا ﴿اِیَّاکَ اَعۡبُدُ﴾ کا مطلب میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں۔ ﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ﴾ کا مطلب ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح "اِیَّاکَ اَسۡتَعِیۡنُ" بھی نہیں فرمایا بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو واقعہ یہی ہے کہ اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اے اللہ میں تیری عبادت کرتا ہوں اور تیری ہی کرتا ہوں تیرے سوا کسی کی نہیں کرتا اور میں مدد بھی تجھ سے مانگتا ہوں اور ہمیشہ تجھ ہی سے مانگوں گا۔ یہ اچھی بات ہے لیکن اس میں اپنے ساتھی بنی نوع انسان کو تو بھلا دیا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے خود غرضی سے بالا قرار دیا ہے اور ایسی تعلیم دی ہے قرآن کریم نے جس سے خود غرضی کا قلع قمع ہو۔ تو نیک دعاؤں میں بھی دوسروں کو شامل کیا کرو۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے دعائیں کیا کرو۔

فرماتے ہیں: "تقویٰ والا کل انسانوں کو لیتا ہے۔ زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے۔ زبان سے ہی تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آ جاتی ہیں۔ اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریاکاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیاں بہت جلد پیدا ہوتا ہے۔ .... دیکھو ہمارے نبی کریم ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا تو اپنے پرائے سب کے سب دشمن ہو گئے مگر آپؐ نے ایک دم بھر کے لئے بھی کبھی کسی کی پرواہ نہیں کی یہاں تک کہ جب ابو طالب آپؐ کے چچا نے لوگوں کی شکایتوں سے تنگ آ کر کہا اس وقت بھی آپ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ میں اس کے اظہار سے رک نہیں سکتا۔ آپ کا اختیار ہے کہ میرا ساتھ دیں یا نہ دیں"۔

.........۞۞۞.........

حضور انور ایدہ اللہ نے دورہ انڈونیشیا ۲۰۰۰ء کے موقع پر انڈونیشین پارلیمنٹ میں
پارلیمنٹ کے سپیکر ڈاکٹر امین رئیس حضور انور کا استقبال کر رہے ہیں

ٹریول کی دنیا میں ایک نام

KMAS TRAVEL

پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں
پارکنگ، پٹرول اور وقت بچائیے۔ Kmas Travel سے دنیا بھر میں جانے کے لئے ہوائی سفر کی بکنگ کروائیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں۔ پریشانی سے بچنے کے لئے قبل از وقت بکنگ کروائیں۔
Belgium اور Swiss کے احباب بھی رابطہ کر سکتے ہیں
رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

KMAS Travel Darmstadt . (Germany)
Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394
Mobile: 0170-5534658

اعلان برائے سٹاف

جیسا کہ احباب کرام کو یہ علم ہے کہ انگلستان میں جامعہ احمدیہ کے قیام کی تیاریاں ہو رہی ہیں جہاں کلاسز کا باقاعدہ آغاز ستمبر ۲۰۰۳ء میں ہو جائیگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ انتظامی اور تدریسی ضرورتوں کے لئے ہمیں مخلص، فدائی اور بے لوث کارکنان اور سٹاف کی ضرورت ہوگی۔ جو دوست خدمت دین کے اس اہم موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیں اپنے کوائف: نام، پتہ، فون، تاریخ پیدائش اور تعلیم و تجربہ سے مقامی صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ اطلاع دیں۔ یہ اطلاع بھی ضرور دیں کہ آیا آپ کے پاس لندن میں قیام کے لئے ذاتی انتظام اور سہولت ہے یا نہیں؟ مشاہرہ کا فیصلہ انٹرویو کے بعد کیا جائے گا۔

ہمیں کارکنان اور سٹاف کیلئے بتدریج ضرورت ہوگی مثلاً پرنسپل کے دفتر کیلئے فوری طور پر ایک مستعد سیکرٹری کی ضرورت ہے جو انفارمیشن ٹیکنالوجی کا پورا تجربہ رکھتے ہوں۔ کمپیوٹر پر فائلوں اور دیگر اکاؤنٹس کا حساب تیار کر سکتے ہوں۔ ایسے دوست بلا تاخیر خاکسار سے فون نمبر 0208-843 2053 پر رابطہ کر لیں۔

ستمبر ۲۰۰۲ء سے فُل ٹائم لائبریرین کی ضرورت ہوگی۔ اس کے لئے یوکے کے تجربہ کار ڈپلومہ ہولڈر لائبریرین کو ترجیح دی جائے گی۔

جولائی ۲۰۰۳ء سے حسب ذیل سٹاف اور کارکنان کی ضرورت ہوگی:-

تدریسی سٹاف:- اردو، عربی، انگریزی اور قرآن کریم پڑھانے کیلئے۔ (قرآن کریم کا لفظی ترجمہ انگریزی زبان میں پڑھانا ہوگا)۔

کارکنان:- اکاؤنٹنٹ، ہوسٹل سپرنٹنڈنٹ، باورچی، معاون کچن، سیکورٹی گارڈ، کلینر اور پی۔ اے۔ آئی۔

جولائی ۲۰۰۵ء سے درج ذیل تدریسی سٹاف کی ضرورت ہوگی:-

لیکچررز برائے حدیث، فقہ، کلام، موازنہ مذاہب، تاریخ و سیرت اور تصوف۔ نیز ایک IT & Language Lab Instructor کی بھی ضرورت ہوگی۔

ضروری نوٹ:- تدریس انگریزی زبان میں کرنا ہوگی۔ اپنی درخواست کے ہمراہ اپنی تعلیمی اسناد کی نقل بھجوائی جائے۔ درخواست بھجوانے کی آخری تاریخ ۳۱ مارچ ۲۰۰۱ء ہے۔

لئیق احمد طاہر
پرنسپل انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ لندن
16 Gressenhall Road, London Sw18 5QL

نوٹ:- احباب کو دعوت دی جاتی ہے کہ انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ کے لئے بامعنی، خوبصورت مونوگرام ڈیزائن کر کے بھجوائیں۔ بہترین مونوگرام پر یکصد پاؤنڈ انعام دیا جائے گا۔ یہ ڈیزائن مذکورہ بالا پتہ پر ہی بھجوائے جائیں۔

ہمارا جامعہ احمدیہ

(عبدالباسط شاھد)

الفضل انٹرنیشنل میں یہ انتہائی خوشکن خبر شائع ہو چکی ہے کہ حضور ایدہ اللہ نے انگلستان میں جامعہ احمدیہ شروع کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے اور یہ کہ مکرم لئیق احمد صاحب طاہر اس کے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ جیسے بلند پایہ علماء کی وفات پر مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تاکہ سلسلہ احمدیہ میں خداترس علماء کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے۔ خداتعالیٰ کے فضل سے مدرسہ اپنے قیام کے مقصد کو باحسن پورا کرتا رہا۔ ہماری تاریخ کا یہ درخشندہ باب ہے کہ شروع میں ہی ایک ایسا وقت بھی تھا کہ جماعت کے ایک مشہور مخالف بڑے متکبرانہ انداز میں یہ چیلنج کیا کرتے تھے کہ مَیں تو پنجاب یونیورسٹی کا مستند مولوی فاضل ہوں۔ جماعت احمدیہ میں اگر کوئی فاضل ہو تو وہ میرے مقابل پر آئے۔ مگر بعد میں یہ صورت ہو گئی کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پنجاب یونیورسٹی میں نمایاں پوزیشن پر مولوی فاضل پاس ہونے والے مدرسہ احمدیہ کے طالب علم ہوتے تھے اور جماعت میں بڑی کثرت سے مولوی فاضل ہو گئے بلکہ قادیان کی بعض خواتین نے بھی فاضل کی ڈگری حاصل کی اور دینی خدمات کی توفیق پائی۔

تبلیغی و تعلیمی ضروریات کو زیادہ بہتر رنگ میں پورا کرنے کے لئے قادیان میں جامعہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس ادارہ کے پہلے پرنسپل حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ تھے۔ مولانا موصوف برصغیر ہندوپاک کی مشہور درسگاہ دیوبند کے فارغ التحصیل تھے اور درسی علوم میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ جماعت کے ایک مشہور مخالف حضرت مولوی صاحب کی تعریف کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ ان کے پایہ کا علم منطق کا ماہر سارے ہندوستان میں اور کوئی نہیں ہے۔

اس ادارہ کے دوسرے پرنسپل حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ مقرر ہوئے جو حافظ قرآن اور دینی علوم کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ یورپ کے بلند پایہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل تھے۔ آپکی غیر معمولی تنظیمی قابلیت کی وجہ سے جامعہ نے آپ کے زمانہ میں ترقی کی بہت سی منازل طے کیں۔

جامعہ احمدیہ کے تیسرے پرنسپل ہمارے استاد حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری تھے۔ استاد محترم پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل کے امتحان میں اول آئے اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ایک لمبا عرصہ شرق اوسط میں دینی خدمات بجا لانے کا شرف حاصل ہوا۔ قادیان سے باہر 'البشریٰ' کے نام سے پہلا رسالہ آپ نے جاری فرمایا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے کئی اہم مواقع پر آپ کو اپنا نمائندہ مقرر فرمایا اور جن تین بزرگ علماء کو "خالد احمدیت" کے خطاب سے نوازا، ان میں سے ایک آپ بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ نے استاد محترم کو زبان و قلم کے استعمال کا ملکہ مرحمت فرمایا تھا۔ آپ کی تقریر سلاست روانی اور تاثر کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھی۔ ہندوستان اور شرق اوسط میں آپ کی تحریری خدمات قابل رشک ہیں۔ تفہیمات ربانیہ، تفہیمات الٰہیہ، مقامات النساء، بہائیت کے متعلق ایک سے زیادہ کتب کے علاوہ رسالہ "الفرقان" کی سالہا سال شاندار خدمات آپ کے نام کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی۔

قادیان میں ایک لمبے عرصہ تک جامعہ احمدیہ کی اپنی کوئی عمارت نہ تھی۔ تقسیم برصغیر سے کچھ عرصہ قبل ایک عمارت تعمیر ہوئی مگر جلد بعد ہی تقسیم کا حادثہ پیش آگیا اور جماعت کی اکثریت پاکستان میں آگئی۔ فوری طور پر جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور طلبہ ادھر ادھر منتشر ہو گئے مگر ہمارے اولوالعزم خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ نے۔

منعم بکوہ و دشت وبیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

کے مطابق لاہور کو جماعت کا عارضی مرکز بناتے ہوئے بغیر کسی توقف کے جماعت کی شیرازہ بندی شروع کر دی۔ جماعت کے دفاتر وہاں قائم ہو گئے، لٹے پٹے پریشان حال احمدی مہاجرین کے لئے یہ انتظام نعمت غیر مترقبہ تھی۔ خلافت کی برکت سے تنظیم و اتحاد کے نیک ثمرات حاصل ہونا شروع ہو گئے۔ لاہور ہی میں ایک متروکہ مکان میں جامعہ احمدیہ شروع ہو گیا۔ اس مکان میں سارا فرنیچر ایک چٹائی اور ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر مشتمل تھا۔ جو طالبعلم وہاں پہنچ پائے وہ اس چٹائی پر بیٹھ کر حضرت حافظ مبارک احمد صاحب کے تجربات سے استفادہ کرنے لگے۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کے قادیان سے لاہور آ جانے پر ان کی نگرانی و قیادت میں یہ ادارہ آہستہ آہستہ ترقی کرنے لگا۔ لاہور سے چنیوٹ اور وہاں سے احمد نگر میں ابتدائی مراحل طے ہوئے۔ اس زمانہ کی حالت کا اس امر سے ہی کافی حد تک اندازہ ہو سکتا ہے کہ احمد نگر میں جامعہ جس عمارت میں قائم ہوا یعنی جس جگہ جامعہ کی کلاسیں شروع ہوئیں اور ہوسٹل بنا وہ عمارت 'اصطبل' کے نام سے جانی جاتی تھی۔ فرش زمین پر سونے کے لئے بستر لگتے تھے۔ کھانے کے لئے گندم نایاب ہونے کی صورت میں چاول نما ایک جنس استعمال ہوتی تھی جو بمشکل کھائی جا سکتی تھی مگر آہستہ آہستہ یہ چیز بھی نایاب ہو گئی تو ایک وقت ایسا بھی آیا کہ گاجروں میں گڑ ڈال کر، انہیں اُبال کر روٹی یا چاول کی جگہ استعمال کیا گیا۔ کبھی کبھی چائے پینے کی "عیاشی" بھی کی جاتی تھی کیونکہ اس زمانہ میں یہ خیال عام تھا کہ چائے پینے سے نیند کم آتی ہے اور پڑھائی کا وقت زیادہ ہو جاتا ہے۔ چائے کے اس نسخہ یا ترکیب کو اس وقت "رجسٹرڈ" کروا لیا جاتا تو اچھا ہوتا۔ ویسے اس جگہ اسکا نسخہ اور ترکیب بتانے میں کوئی حرج نہیں لگتا کیونکہ اس کا علم ہونے پر بھی کم ہی کوئی اس کو آزمانے کے لئے تیار ہوگا۔ اس خاص چائے کی تیاری کے لئے دو آنے کی رقم درکار ہوتی تھی جو بالعموم ایک سے زیادہ طالبعلموں کی کوشش سے جمع ہوا کرتی تھی (موجودہ شرح سے ایک پینی کا ۱/۱۰)۔ اس رقم سے دو پیسے کا گڑ، دو پیسے کی چائے کی پتی اور ایک آنے کا دودھ خریدا جاتا تھا اور یہ اشیاء نانبائی کو دی جاتی تھیں جنہوں نے ٹین کے خالی ڈبے کو لوہے کی تار کا کنڈا ڈال کر اس مقصد کے لئے تیار کیا ہوا تھا۔ اس ڈبے میں مناسب مقدار میں پانی اور یہ چیزیں ڈال کر تنور سے روٹی نکالنے والی سلاخ کے سہارے تنور میں رکھ دیا جاتا تھا۔ تنور کی آگ کی تیزی کی وجہ سے جوش آنے میں کوئی دیر نہ لگتی تھی اور نانبائی کمال مہارت سے اسی سلاخ کی مدد سے ڈبہ باہر نکال کر رکھ دیتے تھے۔ اس طرح دو تین پیالی چائے تیار ہو جاتی تھی۔ کچھ دور اندیش طالبعلم شیشے کے لیمپ پر تین ٹانگوں والے سٹینڈ پر کیتلی یا ویسا ڈبہ رکھ کر پڑھائی میں اس خیال سے مصروف رہتے کہ چند گھنٹوں میں یہ جوشاندہ چائے کی شکل اختیار کر لے گا اس طرح انہیں مطلوبہ مقصد زیادہ بہتر طور پر حاصل ہوتا کیونکہ وہ چائے کے بغیر ہی چائے کے انتظار میں مطالعہ کے لئے کافی وقت حاصل کر لیتے تھے۔ یہاں شیشے کے لیمپ کا ذکر ہوا ہے تو یہ وضاحت بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ شیشے کے لیمپ کی سہولت بھی چند طالبعلموں کو ہی حاصل ہوتی تھی ورنہ مٹی کے تیل کا چھوٹا سا دیا جو کسی اینٹ پر رکھا جاتا تھا اور جس کی بو کے علاوہ دھوئیں کی سیاہی سے دم گھٹنے لگتا۔ اسی سیاہی سے یہ بھی اندازہ ہو جایا کرتا تھا کہ یہ صاحب رات کتنی دیر مطالعہ کرتے رہے ہیں۔

مدرسہ احمدیہ کے کام کو وسیع کرنے اور علمی معیار کو بلند کرنے کے لئے جس طرح جامعہ احمدیہ کا آغاز ہوا تھا اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے جامعۃ المبشرین کے نام سے ایک ادارہ جاری فرمایا۔ جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل واقف زندگی طالبعلم تبلیغی تقاضوں کو بہتر رنگ میں ادا کرنے کے لئے ماہر علماء کی نگرانی میں مزید تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے۔

حسن اتفاق سے جب ہماری کلاس جامعۃ المبشرین میں آئی تو اس ادارہ کے پرنسپل حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب مقرر ہو گئے اور اس طرح استاد محترم کی شفقت، توجہ اور وسیع تبلیغی تجربات اور علمی مہارت سے استفادہ کا اور موقع مل گیا۔ جماعتی انتظام میں مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ سے اوپر یہ ادارہ تھا مگر اس ادارہ کا قیام جس عمارت میں ہوا اس کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

جلسہ سالانہ کی ضروریات کے پیش نظر ایک عارضی کچی عمارت بطور "لنگر جلسہ سالانہ" تیار ہوئی۔ اس میں چاروں طرف چھوٹے چھوٹے کمرے تھے اور ایک طرف روٹیاں پکانے کے لئے تنور اور دوسری طرف دیگیں پکانے کے لئے بڑے بڑے چولہے بنے ہوئے تھے۔ جلسہ سالانہ کے علاوہ باقی ایام میں یہ عمارت خالی ہوتی تھی اس لئے اس کو جامعۃ المبشرین کے لئے مختص کر دیا گیا۔ یہاں پڑھانے والے جماعت کے بہترین اساتذہ اور علماء تھے۔ یہاں پڑھنے والے جماعت کے مستقبل کے مبلغ تھے جن میں چین، گی آنا، غانا، تنزانیہ وغیرہ سے غیر ملکی بھی شامل تھے۔ تندوروں اور چولہوں کے لطائف و واقعات تو بہت ہیں مگر ان کو چھوڑتے ہوئے اتنا بیان کرنا ہی کافی ہوگا کہ بارش کے دوران تمام کمرے ٹپکنے لگتے۔ پہلے تو ایک کمرہ سے دوسرے کمرے کی طرف جا کر بارش کے پانی اور کیچڑ سے بچنے کی کوشش کی جاتی۔ مگر اس میں ناکامی کے بعد لوہے کے کنٹینر میں پناہ لی جاتی جو جلسہ سالانہ کے دنوں میں پانی سٹور کرنے کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ تحریک جدید کے دفاتر تعمیر ہو گئے تو دفاتر کی کچی عمارت جامعۃ المبشرین کو مل گئی۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے نئی عمارت کے لئے مخیّر حضرات سے چندہ جمع کیا اور جامعہ کو ایک پختہ عمارت حاصل ہو گئی مگر اس سے پہلے جامعہ ایک کرایہ کے مکان میں بھی منتقل ہوا تھا۔ پکی عمارت ایک نعمت عظمیٰ معلوم ہو رہی تھی مگر اس کی شان بھی یہ تھی کہ جب کچھ عرصہ کے بعد حضرت میر داؤد احمد صاحب کے زمانہ میں جامعہ کی عمارت بننے لگی تو اسے بالکل گرا کر نئے سرے سے تعمیر کرنا پڑا۔ یہ نئی عمارت خداتعالیٰ کے فضل سے پختہ خوبصورت اور جامعہ کی ضرورت کے مطابق تھی مگر اب خدا کے فضل سے وہاں بھی تحریک وقف نو کی غیر معمولی کامیابی کی وجہ سے جدید جامعہ کے لئے زیادہ وسیع اور بہتر عمارت زیر تعمیر ہے۔

قادیان میں مدرسہ احمدیہ جاری ہے۔ ربوہ میں زیادہ وسیع پیمانے پر یہ سلسلہ جاری ہے۔ دنیا کے اور کئی ممالک میں اس کی شاخیں کھل چکی ہیں اور اب اللہ کے فضل سے یہاں انگلستان میں بھی دینی علوم کی توسیع واشاعت کا یہ ادارہ شروع ہو رہا ہے۔ اللھم زد وبارك

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson

Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

عمر خیام ۔ فارسی کا ایک عظیم رباعی گو

(یعقوب امجد ۔ کھاریاں)

عمر خیاّم سلجوقی دور میں بمقام نیشاپور پیدا ہوا۔ اس نے خراسان کے متعدد شہروں طوس، بلخ، بخارا اور مرو وغیرہ کی سیاحت کی۔ خیاّم اپنے زمانہ کے بڑے بڑے علماء و فضلاء میں شمار ہوتا تھا۔ علمی و ادبی محافل میں اسے عزت و احترام سے دیکھا جاتا تھا ۔ وہ اپنے زمانے کے اکثر علوم متداولہ نجوم، ہیئت اور حکمت و فلسفہ میں پورا پورا درک رکھتا تھا۔ ملک شاہ سلجوقی نے تقویم کی اصلاح کے لئے جن بڑے بڑے علم نجوم کے ماہرین کو مقرر کیا تھا ان میں سے ایک خیاّم بھی تھا۔ مگر اس علمی وجاہت کے باوجود عمر خیاّم کی بین الاقوامی شہرت کی بنیاد اس کی رباعیات پر ہی ہے ۔ ان رباعیات میں اس نے نہایت بلند افکار کو بڑے سادہ انداز میں شیریں زبان میں پیش کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی اکثر رباعیاں الفاظ کے لحاظ سے مختصر ہونے کے باوصف اپنے اندر مطالب و معانی کا سمندر رکھتی ہیں۔ کیونکہ اس نے نہایت لطیف اور حکیمانہ خیالات کو دوربینی کے سانچے میں ڈھال کو مؤثر ترین انداز میں پیش کیا ہے۔

عمر خیاّم کی رباعیوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم شاعر کا دل بعض باتوں سے بہت متاثر ہوتا تھا۔ ان باتوں سے اس کا دل جلتا تھا۔ اس نے اپنے دردوں اور دکھوں کا مداوا کرنے کی ہر چند کوشش کی مگر جب دوا کارگر نہ ہوئی تو اس نے اپنے ضمیر کی تسکین کے لئے شعر کی راہ اختیار کی ۔ اس لئے اس کی رباعیات میں چند تاثرات نمایاں ہیں:۔

شاعر کا پہلا تاثر یہ ہے کہ انسان نادانی و بے خبری میں عمر گنوا دیتا ہے۔ یہ دنیا آخر تک اس کے لئے ایک چیستان بنی رہتی ہے ۔ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس جہان میں کیونکر اور کس لئے آیا تھا؟ وہ مطلق اس راز سربستہ کو کھولنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اسی مضمون کو ایک رُباعی میں اس نے یوں بیان کیا ہے ۔

دوری کہ در اُو آمدن و رفتنِ ماست
اُو را نہ بدایت نہ نہایت پیداست
کس می نزند دمی درین معنی راست
کین آمدن از کجا و رفتن بکجاست؟

ترجمہ: یہ زمانہ جس میں ہمارا آنا جانا ہے اس کی نہ ابتدا کا حال معلوم ہے اور نہ انتہا کا۔ کوئی شخص ٹھیک طور پر نہیں بتاتا کہ ہمارا یہ آنا کہاں سے ہوتا ہے اور جانا کہاں ہوتا ہے؟

شاعر نے اس حقیقت کو پیش کیا ہے کہ انسان اس دنیا کے ازل و ابد کا تذکرہ تو کرتا ہے مگر اس کی کیفیت سے مطلق ناآشنا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس ناپائیدار دنیا میں رہتے ہوئے شب و روز اپنی ہی فکر میں رہتا ہے کہ کسی طرح دنیا کے کاروبار میں وہ سرخرو ہو سکے۔ وہ انجام سے بے خبر رہتا ہے۔

شاعر کا دوسرا تاثر اس کا ذاتی غم ہے جس کے بوجھ تلے اس کا دل خون ہوا جاتا ہے ۔ یہ غم وہ اس لئے کھاتا ہے کہ زندگی کا درخت سدا بہار کیوں نہیں رہتا اور پیوند خاک کیوں ہو جاتا ہے؟ گویا وہ اس فلسفے میں ڈوبا ہوا محسوس ہوتا ہے کہ تندرستی بیماری سے، شباب شیب سے اور زیست موت سے کیوں بدل جاتی ہے؟ اس خیال کو شاعر نے ایک رباعی میں یوں پیش کیا ہے۔

پیش از مَن و تُو لیل و نہاری بوداست
گر دندہ فلک نیز بکاری بوداست
زنہار! قدم بخاک آہستہ نہی
کآن مردمک چشم نگاری بوداست

ترجمہ: میرے اور تیرے سامنے رات اور دن قائم ہے۔ گردش میں مصروف آسمان بھی اپنے کام میں مشغول ہے ۔ خبردار! تو اس خاک پر چلتے ہوئے اپنے قدم کو آہستگی اور احتیاط سے رکھ ۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں تیرے پاؤں تلے کسی محبوب کی آنکھ کی پتلی موجود ہو۔

رباعی کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے مقابلے میں کارخانہ قدرت کا نظام قائم دائم ہے جبکہ خاک میں کیسی کیسی صورتیں پنہاں ہو چکی ہیں؟ مرزا غالبؔ نے اپنے ایک اردو شعر میں ایسا ہی اشارہ کیا ہے۔

سب کہاں، کچھ لالہ و گُل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں

شاعر کا تیسرا تاثر یہ ہے کہ اس دنیا میں ریاکاری، فریب کاری، دورُوئی اور دروغگوئی عام ہے۔ خصوصاً مذہب کے واعظین سے اسے شکایت ہے کہ ظاہر میں وہ تقویٰ و تقدس کا لبادہ اوڑھے رہتے ہیں۔ مگر باطن میں وہ اپنے نفسانی اغراض و مقاصد کی تکمیل کا سامان کرتے رہتے ہیں۔ ایک رُباعی میں اس خیال کو یوں باندھا ہے۔

زاہد بہ زنی فاحشہ گفتا مستی
کز خیر گسستی و بہ شر پیوستی
گفتا من آنکہ می نمایم ہستم
تو نیز چنان کہ می نمائی ہستی

خواجہ محمد حافظ شیرازی نے بھی واعظوں پر طنز کرتے ہوئے کچھ ایسا ہی کہا ہے۔

واعظان کاین جلوہ در محراب و منبر می کنند
چون بخلوت می روند آن کار دیگر می کنند

عمر خیاّم کو رباعیات کے ذریعے بین الاقوامی شہرت ملی ہے۔ اس لئے کہ اس کی رباعیوں کا یورپ کی معروف ادبی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس طرح یورپ کے دانشوروں کو عمر خیاّم کے ارفع خیالات سے استفادہ کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اردو زبان میں رباعیات خیاّم کا منظوم ترجمہ 'خمکدۂ خیاّم' کے نام سے افسر الشعراء آغا شاعر قزلباش دہلوی نے صنفِ رباعی ہی میں کیا ہے، جو دو سو رباعیوں پر مشتمل ہے۔ انہوں نے کافی اچھا ترجمہ کیا ہے۔ ایک نمونہ مع اصل فارسی رباعی موازنے کے لئے تحریر کرتا ہوں۔ نظر فرمایئے اور داد دیجئے۔

در دیدۂ تنگِ مور، نُور است از تُو
درپایِ ضعیفِ پشہ زُورا ست از تُو
ذاتِ تُو سزاست مر خداوندی را
ہر وصف کہ ناسزا ست دُور است از تُو

اب آغا شاعر صاحب کا اُردو ترجمہ رباعی کی صورت میں حاضر ہے۔

چیونٹی کی ذرا سی آنکھ میں تیرا نور
مچھر کے ضعیف پاؤں میں تیرا زور
بیشک ہے، خداوندی کے لائق تری ذات
جتنی کہ برائیاں ہیں، سب تجھ سے دُور

اب ذیل میں عمر خیاّم کی شاعری کے بارہ میں جناب آغا شاعر دہلوی کے تبصرے کا ایک اقتباس درج کرتے ہیں۔ اس کے بعد عمر خیاّم کی چند رباعیاں دنیا کی بے ثباتی کے بارے میں درج کی جائیں گی۔

"حکیم عمر خیاّم کے معیار اخلاق پر صدہا قلم مجھ سے بہتر لکھ چکے ہیں۔ اس پر بھی میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس کے جذبات کو درک کرنا ہم جیسے مرفوع القلم لوگوں کا کام نہیں۔ اس کی شراب کے جرعہ نوش تو ایک ہی ساغر میں دو عالم کی سیر کر لیتے ہیں۔ صاحبانِ انصاف! حکیم کی تعلیم ہم کو سچا مردِ باخدا بناتی ہے ۔ وہ مکر و زُور، نمود و نمائش کا قاطبا دشمن ہے ۔ وہ زاہدانِ سالوس پر طعن و تعریض کرتے کرتے اس مزے سے دل میں چٹکیاں لیتا ہے کہ صاحبِ ذوق پھڑک پھڑک جاتے ہیں۔ دُنیا اور اہل دنیا کو اس نے عارفانہ نظر سے دیکھا ہے۔ اس لئے وہ بار بار کہتا ہے کہ یہ جگہ دل لگانے کے قابل نہیں۔ یہ تو ایک سرا ہے یا باغیچہ، جس کو شبنم وار سورج کی کرن پڑتے ہی خالی کر دینا ہوگا…… وہ ہم سے بار بار کہتا ہے: اے غافلو! اس وقت کو غنیمت جانو۔ سوچو سمجھو! تم کون ہو، کہاں سے آئے، کس لئے آئے اور یہاں آکر تم نے کیا کِیا؟ بس یہی وہ احکام ہیں جن کو انسانی طرز عمل کی درستی کہا جاتا ہے ۔ انہیں کو تہذیب الاخلاق بھی پکارتے ہیں ۔ مردم آزاری، تضیع اوقات، لالچ، حسد، غم، غصہ وغیرہ وغیرہ نہایت مذموم جذبے ہیں جن کے مقابلے میں صبر و رضا، راستی و قناعت وغیرہ باعثِ عزت و وقار ہیں ۔ بس حکیم خیاّم کے اسکول (مکتبۂ فکر) میں یہی نصاب داخل ہے۔ کیا ایسے ہی اعتقاد تعلیم کرنے والے کو بیدین، ناستک اور دہریہ کہتے ہیں؟"۔

(دیباچہ خمکدۂ خیام صفحہ ۹۔۱۰)

لیجئے! نمونے کے لئے چند رباعیاں مع اردو ترجمہ درج کی جاتی ہیں:

(۱)

چون نیست بہرچہ ہست جز باد بدست
چُوں نیست ہر چہ ہست نقصان و شکست
پندار کہ ہرچہ ہست درعالم نیست
انگار کہ ہرچہ نیست درعالم ہست

ترجمہ:

جز نیست نہیں ہستی عالم کوئی شے
نقصان ہے ہر شے کو، زوال پے در پے
یہ جان! کہ جو کچھ ہے وہ دنیا میں نہیں
یہ مان! جسے دیکھ نہیں سکتا وہ ہے

(۲)

در دہر آں کہ نیم نانے دارد
وزبہر نشست آستانے دارد
نَے خادمِ کس نہ مخدوم کسے
گو، شاد بزی کہ خوش جہانے دارد

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
کراچی میں اصلی زیورات
خریدنے کے لیے معروف نام
الرّحیم جیولرز حیدری اور الرّحیم نیو جیولرز حیدری
اور اب
الرّحیم
سیون سٹار جیولرز
مین کلفٹن روڈ
مہران شاپنگ سینٹر
کہکشاں بلاک نمبر 8
کلفٹن، کراچی
فون 5874164 - 664-0231

ترجمہ:
ٹکڑے کا سہارا جو یہاں رکھتا ہے
اور بیٹھنے اٹھنے کو مکاں رکھتا ہے
خادم ہے کسی کا نہ کسی کا مخدوم
وہ چین کرے، خوب جہاں رکھتا ہے

(۳)

یک نان بہ دو روز گر شود حاصلِ مرد
وزکوزہ بشکستہ دمے آبِ سرد
مامور کسے دگر چرا باید بوَد ؟
یا خدمتِ چوں خودے چرا باید کرد

ترجمہ:
ٹکڑا بھی اگر مرد کو دو دن میں ملے
اور ٹھنڈا سا پانی بھی ہو ٹوٹے گھڑے
اس وقت تلک دوسرے کی چاکری کیا؟
کیوں اپنے ہی جیسے کی حکومت سادھے

(۴)

طور ایست کہ صدہزار موسیٰؑ دیدست
دیر ایست کہ صدہزار عیسیٰؑ دیدست
قصر ایست کہ صدہزار قیصر دیدست
طاق ایست کہ صدہزار کسریٰ دیدست

ترجمہ:
وہ طُور ہے دہر، لاکھ موسیٰؑ دیکھے
وہ دیر ہے سوہزار عیسیٰؑ دیکھے
اس قصر میں سو ہزار قیصر آئے
اس طاق نے لاکھ لاکھ کسریٰ دیکھے

(۵)

ہر چند کے رنگ و بوئے زیباست مرا
چوں لالہ رُخ و چوسروبالا ست مرا
معلوم نشد کہ در طرب خانۂ خاک
نقاشِ من از بہرچہ آراست مرا

ترجمہ:
قدرت نے مجھے حسن دیا تھا کیسا؟
رُخ پھول سا، قد سرُو سے پیارا بخشا
پر، یہ نہ کھلا کہ خاک کرنے کے لئے
نقاش نے پھر مجھ کو سنوارا کیوں تھا؟

(۶)

بکشائے درے کہ درکشایندہ تُوئی
بنمائے رہے کہ رہ نمایندہ تُوئی!
من دست بہیچ دستگیرے ندہم
کاینشان ہمہ فانی اند و پایندہ تُوئی!

ترجمہ:
در کھول کوئی، کھولنے والا ہے تُو
رستہ کوئی دے! جگت اجالا ہے تُو
میں ہاتھ کسی ہاتھ میں کب دیتا ہوں
سب خاک، بس اک رہنے والا ہے تُو

(۷)

آں قصر کہ بہرام دروجام گرفت
آہو بچّہ کرد و شیر آرام گرفت
بہرام کہ گوری گرفتے ہمہ عمر
بنگر کہ چگونہ گور بہرام گرفت

ترجمہ:
جس قصر میں بہرام نے ہم رنگ رچایا
اب شیر کا بھٹ ہے، وہ ہرن کا باسا
بہرام جو کرتا تھا سدا گو رشکار
اب دیکھ اسے گور نے کھایا کیسا؟

(۸)

ایں کہنہ رباط را کہ عالم نام ست
آرام گہ ابلقِ صبح وشام ست
بزم ایست کہ واماندۂ صد جمشید ست
قصر ایست کہ تکیہ گاہِ صدبہرام ست

ترجمہ:
یہ ٹوٹا کھنڈر، یہ جس کا عالم ہے نام
آسُودہ جہاں ہے ابلق صبح و شام
اک بزم ہے جسمیں مست ہیں سو جمشید
اک قصر ہے جس میں غش ہیں صدہا بہرام

(۹)

افسوس! کہ نامۂ جوانی طے شُد
واں تازہ بہار زندگانی طے شُد
آں مرغِ طرب کہ نامِ آں بود شباب
فریاد!کے آمد و ندانم کے شُد

ترجمہ:
افسوس!کہ عالمِ جوانی گزرا
وہ لُطفِ بہار زندگانی گذرا
وہ وقت کہ جس کا نام تھا عہدشباب
افسوس! کب آیا کب وہ پانی گزرا؟

عمر خیاّم نے اپنی تمام مذکورہ رباعیات میں صرف "بے ثباتیٔ دنیا" کا مضمون باندھا ہے۔ مگر ہر ایک رُباعی پڑھنے کے بعد قاری کی زبان کہتی ہے: ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ خیاّم کو یہ ملکہ حاصل ہے کہ وہ ایک ہی مضمون کو متعدد پیرائے میں بیان کر سکتا ہے مگر پڑھنے والا ہر دفعہ ایک نیا سرور محسوس کرتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ زبان عام فہم اور سلیس ہے۔ عام قاری بھی آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔ آغا شاعر دہلوی کا اُردو منظوم ترجمہ اگرچہ خوب ہے مگر کہیں کہیں الفاظ سلاست کی حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ بہر حال عمر خیاّم نے "بے ثباتیٔ دنیا" کے بیان کرنے کا خوب حق ادا کیا ہے۔

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر ۱۶

باب ۴۵ آیت ۶: اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے، تیری سلطنت کا حصار راستی کا عصا ہے۔ (کشیدہ جملہ حذف)

یسعیاہ: باب ۷ آیت ۱۴: لیکن خداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہو گئی اور بیٹا پیدا ہو گا۔ (کنواری کی جگہ جوان عورت لکھا گیا ہے)

ذکریا ہ: باب ۹ آیت ۹: اے بنت صیہون تو نہایت شادمان ہو۔ اے دختر یروشلم خوب للکار، کیونکہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ صادق ہے اور نجات اس کے ہاتھ میں ہے۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے)۔

(مجلہ "الدعوۃ" لاہور ستمبر ۲۰۰۰ء صفحہ ۳۱ تا ۳۵)

محمود ہال (لندن) میں جلسہ یوم مصلح موعود کی بابرکت تقریب

(رپورٹ: بشیر الدین سامی)

جماعت احمدیہ لنڈن ریجن "اے" کے زیر اہتمام مورخہ ۱۷ر فروری ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ شام ساڑھے تین بجے محمود ہال لنڈن میں مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لنڈن و نائب امیر جماعت احمدیہ یوکے کی صدارت میں اکیسویں صدی کا پہلا جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ اس بابرکت تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے ریجنل پریذیڈنٹ مکرم ڈاکٹر ولی شاہ صاحب اور مکرم رانا مشہود احمد صاحب کی ٹیم نے بھرپور حصہ لیا جبکہ علاقہ کی خواتین و حضرات اور بچوں نے بکثرت شرکت کی۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم عطاء المنعم راشد نے کی اور تلاوت کے اس حصہ کا انگریزی ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ پہلی تقریر ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کی تھی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل کے زمانہ کی مذہبی اور سماجی حالت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ لوگوں کے دلوں سے نہ صرف ہستی باری تعالیٰ سے ایمان اٹھ چکا تھا بلکہ دعاؤں کی قبولیت کا اعتقاد بھی مفقود تھا۔ ادھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے دعا کے نشان دکھانے کا بکثرت چرچا تھا۔ اس پر قادیان میں بسنے والے آریہ سماج جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریبی ہمسایہ بھی تھے انہوں نے درخواست کی کہ آپ دنیا بھر کو اپنے اعجاز دکھانے کا دعویٰ رکھتے ہیں سب سے پہلے ہمارا حق ہے کہ ہمیں کوئی اعجازی نشان دکھایا جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پاکر ہوشیارپور کا سفر اختیار فرمایا جہاں آپ نے چالیس روز تک چلہ کشی فرمائی۔ اور اس کے نتیجہ میں دیگر نشانات کے علاوہ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی کا اعلان فرمایا۔ مکرم ڈاکٹر طارق باجوہ صاحب نے پیشگوئی کے الفاظ کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر سناتے ہوئے پسر موعودؓ کی ۵۲ سالہ کامیابیوں اور کامرانیوں کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا۔

دوسری تقریر مکرم مولانا چوہدری ہادی علی صاحب مبلغ سلسلہ کی تھی۔ انہوں نے پیشگوئی مصلح موعودؓ میں سے ایک حصہ کہ "جلد جلد بڑھے گا" کو مدنظر رکھتے ہوئے تفصیل سے حضرت مصلح موعودؓ کی عملی زندگی کو اجاگر کیا اور بتایا کہ انہوں نے اپنی خلافت کے دور میں معجزانہ رنگ میں ہر میدان کو سرعت کے ساتھ سر کیا۔ اور دیکھتے دیکھتے عمر کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کے طویل سفر کو اس امتیازی شان کے ساتھ مکمل فرمایا کہ جس کی خوبصورت شکل جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت اور روحانی ترقی کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اسی طرح اس اولوالعزم شہزادہ کی فراست اور حسن انتظام کے عملی نمونے تحریک جدید، وقف جدید، ذیلی تنظیمیں اور تعلیمی و تدریسی ادارے، مساجد اور ہسپتال وغیرہ کے قیام ہیں جن کی برکات سے ہم آج مستفید ہو رہے ہیں۔ مکرم چوہدری ہادی علی صاحب نے پسر موعود کی پیشگوئی کو پیش کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی نہ صرف خدا کی ہستی کی دلیل تھی بلکہ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بھی ناقابل تردید ثبوت ہے۔ مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب نے اس تقریر کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد ظفر اللہ احمدی صاحب نے حضرت مصلح موعود کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

تیسری تقریر مکرم مولانا عبدالغنی جہانگیر صاحب مبلغ سلسلہ کی تھی۔ انہوں نے پیشگوئی کے الہامی الفاظ "علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے پسر موعود کی امتیازی شان اور خوبیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور واضح کیا کہ آپ کو جو علم و ذہانت فراست و عرفان حاصل ہوا وہ اللہ تعالیٰ کا ودیعت فرمودہ تھا۔ جس کے بارہ میں پیشگوئی میں مذکور تھا کہ اللہ تعالیٰ خود اس کا معلم ہوگا۔ اور تمام علوم سے بہرہ ور کرے گا۔ انہوں نے برصغیر پاک و ہند کے مختلف دانشوروں کی مثالیں دے کر واضح کیا کہ کس طرح ان سب نے حضرت مصلح موعودؓ کے علم قرآن کو سراہا۔ آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمات جلیلہ اور عظیم الشان کامیابیوں کا بھی تفصیل سے ذکر فرمایا۔

آخر میں مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد نے صدارتی ریمارکس میں مقررین کی تقاریر کو سراہا اور جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ ایسی مجالس سے مستفید ہوا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ کا ایسا خارق عادت نشان ہے جس کے بیان سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اسی حوالہ سے سبز اشتہار کی اہمیت اور اس کا پس منظر بھی بیان فرمایا۔ اور آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جو حضور نے ۲۳ر فروری ۱۹۸۶ء کے جلسہ یوم مصلح موعود کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ حضور فرماتے ہیں:

"اس دنیا کی اصلاح کے لئے بکثرت احمدیوں کی ضرورت ہے جو مصلح موعود کی صفات سے آراستہ ہوں، جو ان تمام ہتھیاروں سے لیس ہوں جو مصلح موعودؓ کو عطا کئے گئے تھے۔ .... جماعتی دوڑ تو ہمیشہ جاری رہے گی تم مصلح موعود کے تصور کے پیچھے ہمیشہ دوڑتے رہو اور اپنی رفتار کو تیز تر کرو اور یہ فیصلہ کرو اور خدا سے دعا کرو کہ وہ تمہاری رفتار کو اتنا تیز کر دے کہ تم بھی اس مقام کو پالو جس کی طرف مصلح موعود آگے بڑھ گئے ہیں"۔

آخر میں دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس موقعہ پر شعبہ ضیافت جماعت احمدیہ یو۔کے کی طرف سے سب حاضرین کی چائے اور لوازمات سے تواضع کی گئی۔ ☆☆ ...... ☆☆

اذکروا محاسن موتا کم ۔(الحدیث)

مکرمہ امتہ الحفیظ قمر صاحبہ (مرحومہ)

(بشیر احمد قمر۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی)

ہمارے مربی اعظم رحمۃ للعالمین، محسن انسانیت، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بے شک ایک عظیم مربی وراہنما تھے۔ آپؐ نے بنی نوع انسان سے انتہائی پیار اور ہمدردی کا سلوک کیا۔ اس کے لئے بہت دکھ اٹھائے، ہر حال میں اس کی بہتری کا سوچا، اس کی عزت نفس اور ابدی زندگی اور بقا کا خیال رکھا۔ وہ زندوں کے لئے بہترین معلم اور خیر خواہ تھے اور وفات یافتہ لوگوں کے لئے بھی سراپا رحمت تھے۔ آپؐ نے ہر حال اور موقعہ پر انسان کو تعمیر اخلاق کا سبق دیا۔ ایسی ہدایات سے نوازا جن پر عمل پیرا ہو کر اسے ابدی زندگی، بقا اور نیک شہرت حاصل ہو۔ خوشی کے موقعہ پر خوشی منانے کے ایسے طریق و آداب سکھائے تاوہ اپنے مقصد حیات کو بھول نہ جائے اور خوشی کی لہر میں آکر خدا سے دور ہو کر ظلمت وگمراہی میں مبتلا ہو کر ذلت ورسوائی کا شکار نہ ہو جائے۔

غمی اور دکھ میں بھی ایسی راہنمائی فرمائی جس سے دکھی انسان کی عزت اور شرف قائم ہو اور اسے اپنا مستقبل سنوارنے کی تحریک ہو اور پسماندگان کے لئے نیک نامی اور فخر کا باعث۔

خاکسار اس وقت وفات یافتہ احباب کے حوالے سے آنحضرت ﷺ کی ایک سنہری اور انمول نصیحت کا ذکر کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سچ مچ زندوں کے علاوہ وفات یافتہ لوگوں کے لئے بھی محسن حقیقی اور سراپا رحمت وشفقت تھے۔

وفات یافتہ لوگوں کی جدائی پسماندگان کے لئے بہت تکلیف دہ حادثہ ہوتا ہے۔ مختلف اقوام و ممالک میں ایسے موقعہ پر عجیب وغریب رنگ میں اس دکھ کا اظہار کرنے اور تعزیت کرنے کے طریق رائج ہیں۔ کہیں ناچ گانے سے، کہیں شراب کی مجالس سے، اچھے اچھے کھانے پکانے سے، کہیں توپوں کی اور بندوقوں کی فائرنگ سے اور یہ رسومات بعض اوقات پسماندگان کے لئے ایک طوق اور تکلیف ما لا یطاق بن جاتی ہیں۔ اس کے برعکس آنحضرت ﷺ نے چند لفظوں میں مرنے والوں کی تعزیت کا ایسا حسین طریق بتایا جو ہر زندہ شخص کو ایک دعوت فکر دیتا ہے اور مرنے والے کی عزت وتوقیر کے قیام اور اس کی ستاری وپردہ پوشی کا عجیب رنگ میں سبق دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اُذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُم وَكُفُو عَنْ مَسَاوِيهم"

(ترمذی ابواب الجنائز)۔ کہ ایسے موقعہ پر اپنے وفات یافتہ لوگوں کی نیکیوں اور اعمال صالحہ، نیک اخلاق وعادات، حُسنِ معاملات وحُسنِ سلوک کا ذکر کیا کرو اور ان کی کمزوریوں اور برائیوں کے بیان کرنے سے اپنی زبان کو روک رکھا کرو۔

ان چند الفاظ میں معلم حقیقی ﷺ نے جہاں مرحومین کی خوبیوں اور صفات حسنہ کا ذکر کرنے کا ارشاد فرما کر وفات یافتہ افراد کی نیکیوں کو جاری و ساری اور دوام بخشنے کی ہدایت فرمائی۔ وہاں پسماندگان کی عزت وفخر اور وقار کا سامان بھی فرمایا اور ان کو بھی اپنے اخلاق وعادات، معاملات و سلوک کی اصلاح کرنے کی برمحل اور مؤثر تحریک فرمائی کہ آج سے آپ بھی اپنے لئے ذکر خیر چھوڑنے کا سامان کرو۔ اور اس طرح کرنے سے گویا جانے والا، حاضرین اور پسماندگان اور تعزیت کرنے والوں کے لئے ایک عظیم سبق دے گیا۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو دوسروں کو نیکی کی تحریک کرتا ہے اور ان کی نیک تبدیلی کا موجب بنتا ہے ان کے نیک اعمال سے اس واعظ کو بھی اسی طرح ثواب ملتا ہے جیسا کہ وہ نیک اعمال بجا لانے والے کو۔ اس دنیا سے جانے والا عملاً یہ نصیحت کرتا ہوا جدا ہوتا ہے۔

"اے حبِّ جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
دیکھو تو جا کے ان کے مقابر کو اک نظر
سوچو تو اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر
اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی، تم پہ شام ہے
اک دن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائیں گے
پھر دفن کر کے گھر میں تاسف سے آئیں گے
ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل وسینہ پاک ہو
نفس دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو"

"اے دوستو پیارو عقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو کچھ کام میں گزارو
دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو"

(از درثمین)

الغرض حضور اکرم ﷺ کی یہ ہدایت کہ وفات یافتہ لوگوں کی کمزوریوں اور عیوب کا ذکر نہ کیا کرو بلکہ ان کی خوبیوں اور نیکیوں کا اس موقع پر تذکرہ کیا کرو۔ یہ ایک ایسی پر حکمت اور قیمتی نصیحت ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو اس طرح مرحوم /مرحومہ کے خاندان اور عزیزوں کی ہمدردیاں حاصل کی جاسکتی ہیں، نفرتوں کی آگ بجھائی جاسکتی ہے اور معاشرہ کو جنت کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے۔ یہ ہدایت ہر زندہ کو یہ سبق دیتی ہے اور سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ میرا کوئی کیا یاد کریگا، میری کون سی نیکی ہے جو یاد رکھنے یا بیان کرنے کے قابل ہے۔ یہی ہدایت قرآن کریم مین بھی ہے اور وہ اس آیت میں ہے ﴿وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾(الحشر آیت ۱۹) کہ ہر شخص اس بات پر غور کرے کہ اس نے اپنے مستقبل کے لئے کیا سامان کیا ہے جو اس کے کام آئے گا اور کونسی نیکیاں ہیں جو لوگ یاد رکھیں گے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مقصد عظیم کے لئے دعا کی جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ قیامت تک کے لئے قرآن کریم میں محفوظ فرمادیا ہے۔ آپ کی دعا اس طرح ہے: ﴿رَبِّ هَبْ لِي حُكْماً وَ اَلحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْن. وَاجْعَلْ لِيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ (الشعراء: ۸۴۔۸۵) کہ اے میرے رب مجھے صحیح تعلیم عطا فرما اور نیکوں میں شامل فرما اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرے ذکر خیر کے سامان فرما۔

الغرض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس سنہری ہدایت کی روشنی میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے ساتھ آج میں اپنی مرحومہ بیوی کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں۔ وَمَا تَوْفِيْقِي اِلّا بِاللّٰه.

☆......☆......☆......☆

میری اہلیہ مرحومہ کا نام امتہ الحفیظ تھا۔ آپ حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معہ اہل بیت ۳۱۳۔اصحاب میں شامل فرمایا ہے جن کے اسماء حضور علیہ السلام نے کتاب انجام آتھم میں درج کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ تمام اصحاب خصلتِ صدق وصفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں"۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۵)

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ خالد احمدیت آپ کے حقیقی ماموں تھے۔ ان کو اپنے ماموں کے گھر بھی کچھ عرصہ رہنے کا موقعہ ملا۔ میرے خسر صاحب کا نام محمد حسین صاحب اور خوشدامن صاحبہ کا نام رمضان بی بی صاحبہ تھا۔ دونوں بہت نیک، تہجد گزار اور بہت دعائیں کرنے والے، بے ضرر وجود تھے۔ خواجہ محمد حسین صاحب بہت ہی پیاری اور پرسوز آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ زندگی کے آخری ایام میں اپنی بیٹی کے پاس یعنی ہمارے ہاں ہی رہے لیکن افسوس کہ جب ان کی اپنے اپنے وقت پر وفات ہوئی تو دونوں موقعوں پر مَیں بیرون ملک تھا اور میری بیوی نے تنہا اس صدمہ کو برداشت کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کی نیکیاں زندہ اور جاری رکھنے کی سعادت نصیب ہو۔ دونوں موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ اللّٰھم اغفر لھما و ارحمھما وارفع درجاتھما واجْعَل لَهُمَا لِسَانَ صِدْقٍ فی الاٰخرین۔

میری شادی ایسے حالات میں ہوئی کہ میں جامعۃ المبشرین کا طالب علم تھا اور شاہد کے آخری سال میں تھا۔ مقبوضہ کشمیر سے ۱۹۴۸ء میں ترک سکونت کر کے پاکستان آئے تھے۔ شادی سے پہلے میرے والدین فوت ہو چکے تھے۔ ایک بہن حمیدہ بیگم چند سال کی میرے ساتھ تھی۔ جامعہ کے زمانہ میں ایک اور عزیز یتیم ولاوارث جو رشتہ میں میرا بھانجا ہے وہ بھی میرے ساتھ آملا۔ اس مختصر وظیفہ پر (جو چالیس روپے ماہوار ملتا تھا) جو صرف ایک طالبعلم کے گزارا کے لئے تھا جبکہ ہم تین اس پر گزارہ کرتے تھے۔ خود کھانا پکاتا تھا۔ بہن بہت چھوٹی تھی۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب رحمہ اللہ نے جو اس وقت جامعہ احمدیہ کے پرنسپل تھے ازراہ شفقت احمد نگر میں جامعہ احمدیہ کا ایک کمرہ مجھے دیا ہوا تھا۔ اسی میں ہم سوتے، اسی میں کھانا پکاتے تھے۔

ایسے حالات میں میری ساس اور سسر بغیر کسی واقفیت یا راہ ورسم، تحریک واشارہ کے پہلے میاں فرمان علی صاحب خادم مسجد احمد نگر سے جو میرے خاندان اور بزرگوں سے واقف تھے حالات دریافت فرماتے رہے اور بالآخر اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم اس کو اپنی لڑکی کا رشتہ دینا چاہتے ہیں۔ میاں فرمان علی صاحب نے مجھ سے ذکر کیا جس کا مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے اپنے حالات بتا کر ان سے معذرت کی لیکن ۲/دسمبر ۱۹۵۵ء کو بروز جمعۃ المبارک دس بجے کے قریب میاں فرمان علی صاحب نے اپنے بیٹے محمد اقبال کے ذریعہ مجھے مسجد احمدیہ احمد نگر بلایا۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں برادرم محمد اسلم صاحب بٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے پوچھا کہ ہمارے پیغام کے متعلق آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے، کیا سوچا ہے۔ میں نے کہا کہ فیصلہ کس کے ساتھ کرنا تھا۔ نہ ماں باپ نہ کوئی بہن بھائی جو اس معاملہ میں مشورہ دے۔ میرا یہی جواب ہے کہ آپ میرے بھائی اور آپ کے والدین میرے والدین۔ آپ اس معاملہ میں مجھے شرمندہ نہ کریں۔ اسلم صاحب نے کہا کہ اچھا ہم نے تو فیصلہ کر لیا ہے اور وہی میں نے آپ کو سنانے کے لئے بلایا ہے کہ ۲/جنوری ۱۹۵۶ء کو آپ کا رخصتانہ ہے۔ انشاء اللہ۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ کہہ کر اٹھ کر جانے لگے۔ میں نے ان کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ کمرہ سے نکل گئے۔ میاں فرمان علی صاحب نے کہا کہ اب تو انہوں نے تاریخ مقرر کر دی ہے۔ جب میں واپس گھر آیا تو

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

تھوڑی دیر کے بعد حضرت منشی عبدالخالق صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کا مکان میری رہائش گاہ کے قریب ہی تھا تشریف لائے اور مبارک باد دی کہ تو نے بتایا ہی نہیں۔ مجھے خواجہ محمد حسین صاحب نے بتایا ہے کہ ہم نے اپنی لڑکی کا قمر سے رشتہ کر لیا ہے۔ آدھ پون گھنٹہ کے اندر اندر احمد نگر کے بہت سے بزرگوں تک یہ خبر پہنچ گئی۔ میرے استاد قریشی محمد نذیر صاحب فاضل مرحوم نے جمعہ سے پہلے مجھے مبارکباد دے کر تسلی دی۔

جب رشتہ کی بات طے ہو گئی، تاریخ رخصتانہ بھی مقرر ہو گئی جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس دن گاؤں کے اکثر بزرگوں، دوستوں اور رشتہ داروں کو علم ہو گیا تھا۔ میری حالت زار کا تو اکثر کو علم تھا۔ جب ان کے دوسرے رشتہ داروں کو علم ہوا کہ بے دست وپا ہے، بے گھر، بے در، یتیم، طالب علم۔ علاوہ ازیں دو یتیم بچوں کا زیر بار تو وہ میرے سسرال والوں کے فیصلہ پر تعجب کرتے۔ دوسری طرف لڑکی والوں کو میری ان تمام کمزوریوں کے باوجود اس رشتہ پر شرح صدر اور تسلی تھی۔ تو ان میں سے بعض نے یہ کہہ کر رضامندی اور تسلی کا اظہار کیا کہ چلو اور کچھ نہیں تو ایک بات تو ہے کہ کشمیری بٹ یعنی ہم قوم تو ہے نا۔ جب مجھے اس قسم کی گفتگو کا علم ہوا تو میں نے ایک خط برادرم محمد اسلم صاحب کو لکھا۔ اس کاغذ کی سائز ابھی تک میرے ذہن میں ہے۔ تین چار انچ چوڑا اور کافی لمبا سا تھا۔ میں نے اس میں بھائی صاحب کو لکھا کہ مجھے علم ہوا ہے کہ بعض رشتہ داروں نے اس رشتہ کو اس بنا پر قبول کیا ہے اور اظہار اطمینان کیا ہے کہ میں کشمیری بٹ فیملی کا ممبر ہوں جو درست نہیں ہے۔ اگر یہی وجہ اطمینان اس رشتہ کی ہے تو اس فیصلہ پر نظر ثانی کر لی جائے کیونکہ میں بٹ یا خواجہ فیملی سے نہیں ہوں۔ میرے باپ دادا راجپوت بھٹی کہلاتے ہیں۔ باقی خدا جانے کہاں تک درست ہے۔ یوں رشتہ اور شادیوں کے معاملہ میں یہ کوئی شرط نہیں ہے بے شک کفو شرط ہے اور اس میں قوم پیشہ کو مدنظر رکھا جا سکتا ہے لیکن رشتہ میں سرفہرست جو چیز رکھی گئی ہے اور جس کو اہمیت دی گئی ہے وہ تقویٰ ہے۔ بہرحال مَیں نے اس لئے لکھا ہے تا کہ بعد میں حقیقت حال کا علم ہو کر آپ کی دلشکنی اور بدمزگی کا باعث نہ ہو۔ پہلے اس بات کے متعلق بات نہیں ہوئی ورنہ پہلے ہی بتا دیا جاتا۔ بہرحال آپ اپنے بزرگوں سے مل کر اس پر غور کر لیں، ابھی وقت ہے۔ بعد میں آپ کے لئے بعض رشتہ داروں کی طرف سے طعن و تشنیع اور دلشکنی کا موجب نہ ہو۔

یہ خط لکھ دیا۔ اس کے جواب کا منتظر رہا حتی کہ شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد ایک دن بھائی محمد اسلم صاحب نے اپنے کوٹ کی جیب سے وہ رقعہ نکال کر مجھے دیا کہ میں نے آپ کا خط سب کو سنا دیا تھا اور سب نے آپ کی صاف گوئی کو پسند فرمایا۔ جزاهم الله احسن الجزاء۔

قصہ مختصر یہ کہ رخصتانہ کا وقت آ پہنچا۔ جلسہ سالانہ کے بعد رخصتانہ تھا۔ میں نے اپنے رشتہ داروں کو جو والدین کی طرف سے تھے اور خدا کے فضل سے بہت بڑی برادری ہے اکثر کو دعوت دی کہ شادی میں شریک ہوں۔ باوجود جلسہ سالانہ میں آنے کے شادی میں شریک نہ ہوئے۔ میرے حالات کے لحاظ سے ان کو یہ وہم تھا کہ دنیوی لحاظ سے کوئی لالچ اس لڑکے سے نہیں ہو سکتا ممکن ہے کہ لڑکی میں کوئی نقص ہو جو اس گونگے بہرے اور بے زبان کو پھنسا دیا ہو۔ میرا اس خاندان سے کوئی تعلق نہ تھا سوائے اسلم بھائی کے حالانکہ وہ بھی احمد نگر گاؤں میں رہتے تھے۔ حتی کہ میں نے اپنی ساس کو رخصتانہ سے دس پندرہ دن پہلے بالمشافہ دیکھا اور بات ہوئی۔ وہ بھی اس طرح کہ جب یہ خبر پھیل گئی تو میرے ایک ماموں (جو میری والدہ کے چچازاد تھے، ربوہ رہتے تھے) مکرم سیف علی صاحب (مرحوم) نے ساٹھ روپے بھیجے کہ سنا ہے تو شادی کر رہا ہے یہ میں قرضہ کے طور پر بھیج رہا ہوں کوئی چھوٹی موٹی چیز کم از کم ایک آدھ جوڑا کپڑوں کا لڑکی کے لئے بنوا لینا۔ لیکن مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا کروں۔ تب میں نے اپنی چھوٹی بہن کو اپنے سسرال والوں کے پاس بھیجا کہ جاؤ جو ہماری ماں بننے والی ہیں ان کو بلا کر لاؤ۔ جب وہ آئیں تو میں نے ان کو یہ ساٹھ روپے دے کر کہا کہ میری طرف سے لڑکی کے لئے کوئی چیز بنا لیں۔ لیکن وہ مُصر تھیں کہ کسی چیز کی ضرورت نہیں اور نہ میں یہ رقم لیتی ہوں۔ اسلم کے اباجان ناراض ہونگے۔ بالآخر انہوں نے تیس روپے لئے اور رخصتانہ کے بعد وہ بھی واپس کر دئے اور بتایا کہ یہ ایک خواب کے پورا کرنے کی خاطر لئے تھے کیونکہ میری بڑی لڑکی امتہ المجید نے خواب میں دیکھا کہ کسی ایسے لڑکے سے امتہ الحفیظ کی شادی ہو رہی ہے جس کا نام بشیر ہے اور وہ آپ کو تیس روپے دیتا ہے۔

بہرحال امتہ الحفیظ کی شادی کے ساتھ ان کی چھوٹی ہمشیرہ کی بھی شادی تھی۔ وہ پوری تیاری کے ساتھ آئے تھے جب رخصتانہ کا وقت آیا تو رشتہ دار مہمان مستورات نے مطالبہ کیا کہ ہمیں لڑکوں کی بَری دکھائی جائے۔ میں تو خالی ہاتھ گیا تھا۔ صرف قمیص اور شلوار میں۔ سویٹر تک نہیں تھا حالانکہ اس دن سردی تھی۔ میری خوشدامن صاحبہ نے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، اس موقع پر عورتوں کے تبصروں سے بچنے کے لئے اور لڑکی کی دلشکنی اور بددلی کے خوف سے بڑی جرأت سے یہ کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ان کی چیز ہے گھر جا کر دیکھ لیں گے۔ بہرحال وقت ٹل گیا۔ اکثر رشتہ دار خواتین کو صورت حال کا علم تھا اور نہ جانے انہوں نے کیا کیا دکھ دہ باتیں سنی بھی ہونگی لیکن جب لڑکیاں مکلاوہ پر آئیں تو چھوٹی بہن کے پاس اپنے سسرال والوں کی طرف سے ہر چیز تھی۔ اب صورت حال ظاہر تھی کہ بڑی بہن سے کیا سلوک ہوا اور اس صورت حال سے کوئی بھی مطمئن نہیں تھا سوائے میرے سسرال والوں کے۔ اس موقعہ پر بعض رشتہ دار عورتوں اور سہیلیوں نے میری بیوی مرحومہ کو چڑانے کے لئے، بددل کرنے کے لئے، دل میں حسرت پیدا کرنے کے لئے یہ کہنا شروع کیا کہ تجھ پر زیادتی ہوئی ہے۔ تجھے مفت میں دے دیا گیا ہے۔ جتنے منہ اتنی باتیں اور حقیقت بھی یہی تھی کہ ایک خوش شکل، صحت مند اور حسن سیرت لڑکی کو ایک بے سہارا، بے گھر، بے در، بے زر اور غیر برادری کے سپرد کرنا بظاہر زیادتی تھی۔ لیکن اس کے والدین نے دعاؤں اور رضائے الٰہی کی خاطر ایک بے سہارا کو سہارا دینے کے لئے ایسا کیا تھا اور وہ پُراعتماد تھے کہ خدا تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے گا۔ انہوں نے نہ جانے کتنے ناقابل برداشت تبصرے سنے ہونگے۔ بہرحال اس موقعہ پر جو میری بیوی نے سادگی سے جواب دیا وہ بہت ہی پیارا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ انہوں نے بڑی خوشی اور پورے اعتماد سے ہنستے ہوئے کہا سنو میں بڑے سکون اور مزے کی نیند سوتی ہوں۔ مجھے نہ کسی ڈاکو کا خطرہ ہے نہ چور کا خوف، نہ جان کا اندیشہ۔ ذرا اس کو بھی تو پوچھو کہ اس کا کیا حال ہے۔ ہر وقت دھڑکا رہتا ہے۔ ٹوٹ نہ جائے، گم نہ ہو جائے، کسی چور کی نظر نہ پڑ جائے۔ ہاں یہ فائدہ ہو سکتا ہے کہ بوقت ضرورت گھر والے اس سے واپس لے کر اپنی کسی ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں اور یہ بھی اس کے لئے ایک حسرت ہوگی۔ اس وقت کہے گی بہتر تھا نہ دیتے۔ میری فکر نہ کرو۔ اس کا خیال رکھو، اس کو تسلی دو۔ میری اہلیہ مرحومہ کی پرائمری تک تعلیم تھی لیکن سوچ اچھی تھی اور اس نے یہی روح اپنی بیٹیوں میں بھی پیدا کی۔ انہوں نے بھی اپنی ماں کی روح کو قائم رکھا اور میرے لئے بہت ہی سکون کا باعث ہوئیں۔ شادیوں میں نہ بیٹیوں نے کسی مطالبہ اور خواہش کا اظہار کیا اور نہ ہی ماں نے اپنی بیٹیوں کی خاطر مجھ سے مطالبہ کیا اور اس خوشی کے موقعہ کو کسی بدمزگی میں بدلا۔ کیونکہ اکثر ناواجب مطالبات کی وجہ سے ایسے خوشی کے مواقع غم وحسرت اور لڑائی کا موجب بن جاتے ہیں۔

شادی سے چند دن بعد کی بات ہے دوران گفتگو "تو" یا "تم" کہہ کہ مجھ سے مخاطب ہوئیں۔ میں نے کہا کہ یہ انداز گفتگو مہذبانہ نہیں اور نہ ہی مجھے پسند ہے۔ آپ اردو میں بات کریں یا پنجابی میں مؤدبانہ الفاظ استعمال کریں۔ اردو اور پنجابی زبان میں یہ خوبی ہے کہ حسب مراتب خطاب کے لئے الفاظ کی گنجائش ہے۔ چنانچہ پھر ۳۵ سالہ لمبے زمانہ میں کبھی ایک بار بھی ایسا موقعہ پیدا نہیں ہوا کہ انہوں نے گفتگو میں بے تکلفی اور بے توجہگی میں غیر مہذبانہ یا غیر مؤدبانہ الفاظ استعمال کئے ہوں۔ کبھی بے تکلف ہو کر گفتگو کی بھی نہیں جو کہ میاں بیوی کا اپنا ایک ماحول ہوتا ہے۔ شاید اس لئے کہ بے تکلفی اور برابری کے ماحول میں بے ادبی ہو سکتی ہے اس لئے احتیاط کی۔ یوں عام عورتوں کی طرح لڑائیوں جھگڑوں کے قصے اور گلہ غیبت کی عادت بھی نہ تھی اس لئے کوئی موضوع گفتگو بھی نہ ہوتا تھا۔ اکثر عورتوں کے یہی تو موضوع ہوتے ہیں۔ کھانے پینے، رہائش، لباس کے جھگڑے اور مطالبات۔ لیکن وہ اس سے بہت بالا تھیں۔ لباس ہمیشہ سادہ اور صاف ستھرا استعمال کیا لیکن اپنی غربت کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔

ان دنوں مجھے گزارہ ایک طالبعلم کا ملتا تھا جو کہ چالیس روپے ماہوار تھا۔ اور اب ہم چار تھے۔ ہم دونوں میاں بیوی، دو یتیم بچے (حمیدہ بیگم ہمشیرہ اور محمد شریف اختر، رشتہ میں بھانجا جو آج کل اکاؤنٹنٹ روزنامہ الفضل ربوہ ہے)۔ چنانچہ دکانداروں کے ہاں ہمارے کھاتے کھلے ہوئے تھے۔ سارا ماہ ہر قسم کے سودے ادھار چلتے حتی کہ سبزی تک۔ اور مہینہ کے آخر میں جب وظیفہ یا الاؤنس ملتا کچھ ادا کرتے باقی آئندہ۔ اس وقت احمدی دکانداروں کی بھی بڑی قربانی اور تعاون تھا۔ خواہ ربوہ میں آباد تھے یا احمد نگر۔ پھر بڑی بشاشت سے اور ادب سے پیش آتے اور یہ معاملہ میرا ہی نہیں تھا بلکہ دوسرے انجمن کے کارکنان اور افسران تک کا بھی یہی حال تھا۔ احمد نگر میں میاں علی محمد صاحب ایسے ہی ایک دکاندار تھے۔ یہ بزرگ حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ (جو حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علی کے والد ماجد تھے) کے رشتہ دار تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

شادی کے چند دن بعد میری بیوی نے مجھے مشورہ دیا کہ دکان سے سودا ادھار لینا بند کر دیا جائے کیونکہ اس طرح بعض دفعہ غیر ضروری چیز بھی لے لیتے ہیں جس کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے اور آرام سے دکاندار کو کہتے ہیں کہ لکھ لینا۔ پھر بعض دفعہ دکاندار پر بھی بدظنی اور شکوہ کرنے کا موقع پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ چیز زائد لکھی گئی ہے یا میں نے یہ نقد لی تھی۔ پس ان قباحتوں سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ نقد سودا لیا کریں۔ اس طرح ہم بہت حد تک اخراجات کو کم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس پر عمل کیا گیا اور ساری عمر اس کی پابندی کی اور بہت فائدہ اٹھایا۔ فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔

میرا یہ دستور رہا کہ جو الاؤنس یا وظیفہ واجبات وضع کرنے کے بعد ملتا ان کو دے دیتا اور کبھی کوئی چیز ان سے چھپائی نہیں اور ان کو بھی یقین ہوتا تھا کہ یہ اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھتے۔ بازاروں اور ہوٹلوں سے کھانے پینے کی عادت نہیں کہ کچھ اپنے پاس رکھ لوں۔ اس لئے وہ فکر سے اس میں سے بچانے کی کوشش کرتیں۔ اگر مجھے کوئی

روپ جیولرز

ROOP JEWELLERS

Gold Smith & Boutique

We also prepare the goods on order. Old Gold change.

آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے۔ نیز ریپئر کا انتظام ہے۔ پردہ کا انتظام بھی ہے

پروپرائیٹر: عارف چوہدری

46 Plashet Grove - Green Street London E6 1AL

Tel:(020) 8503 5786 + (020) 8568 6661 - Mobile: 07932 655099

ضرورت پڑتی تو وہ مجھے مطلوبہ رقم مہیا کر دیتیں۔ میں ان کے اعتماد کو قائم رکھنے کے لئے بچت واپس کرتا اور حساب دیتا جس کو وہ پسند نہ کرتی تھیں۔ یہ میرا اب بھی دستور ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ آج تک میں کسی دکاندار کا مقروض نہیں ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے سات بچے عطا فرمائے۔ چار لڑکیاں اور تین لڑکے۔ بڑا بیٹا عزیزم نصیر احمد صاحب قمر واقف زندگی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے۔ آج کل ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے ایڈیٹر اور ایڈیشنل وکیل الاشاعت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ دوسرا بیٹا عزیزم ناصر احمد قمر حافظ قرآن ہے اور جرمنی میں ہے۔ تیسرا بیٹا عزیزم مظفر احمد قمر صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں کارکن ہے اور مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان کی عاملہ میں سیکرٹری صحت جسمانی ہے۔

مجھے انہوں نے چار بار بیرونی ممالک میں وکالت تبشیر کے پروگرام کے مطابق رخصت کیا۔ روانگی کے وقت کبھی روتے نہیں دیکھا۔ بعد میں جدائی کا اظہار آنسو بہا کر کرتی رہیں۔ ایک دفعہ غانا مغربی افریقہ میں خشک سالی اور قحط کا زمانہ تھا۔ اشیائے خوردنی نایاب یا بہت مہنگی اور مشکل سے ملتی تھیں۔ پاکستان سے غانا کے لئے اکثر مربیان، اساتذہ اور ڈاکٹرز آتے جاتے رہتے تھے۔ کئی دفعہ انہوں نے مجھے چائے کی پتی اور ملک پاؤڈر تک بھیجا۔ لیکن مجھ سے کبھی کسی چیز کی خواہش کی نہ مطالبہ۔ جب واپس آتا تو میرا وہی پرانا بکس اور پارچات ہوتے۔ انہوں نے کبھی میرا سامان کھول کر تلاشی نہیں لی کہ کیا لائے ہیں۔ یا کیوں نہیں لائے ہیں۔ بعض عورتیں ملنے کے لئے آتیں اور بڑے جستجو کے انداز میں ادھر ادھر دیکھتیں اور پھر دریافت کرتیں کہ کیا لائے ہیں؟ اور بعض لوگوں کا حوالہ دیتیں کہ فلاں یہ لایا فلاں وہ لایا۔ لیکن ان کا ہمیشہ یہ جواب ہوتا کہ یہ کوئی دنیا کمانے گئے تھے۔ الحمدللہ خیریت سے واپس آگئے ہیں بس یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ اور یہی حال بچوں کا تھا۔ انہوں نے بھی کسی چیز کا مطالبہ کیا نہ خواہش اور یہ چیز میرے لئے بہت سکون کا باعث ہوئی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

کئی دفعہ دیکھا کہ ان کی خواہش کو یا ان کی بات کو اللہ تعالیٰ نے ناموافق و نامساعد حالات میں پورا فرما دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا بہت پیار سے شکر ادا کرتیں۔

۱۹۸۷ء میں جب آخری دفعہ غانا مغربی افریقہ سے واپس آیا اور دوسرے دن دفتر تبشیر میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے یہ اطلاع دی کہ آپ کی تقرری حضور ایدہ اللہ کی طرف سے بحرالکاہل کے ایک ملک طوالو میں کر دی گئی ہے۔ آپ دو تین ماہ کی چھٹیوں میں ضروری کام کاج سے فارغ ہو کر تیار ہو جائیں۔ میں نے گھر آکر یہ خبر سنائی تو وہ خلاف معمول اداس ہو گئیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ کہنے لگیں میرے کچھ مسائل ہیں وہ حل کر کے چلے جائیں۔ آپ کو روکنے کا تو مجھے کوئی حق نہیں۔ میں نے پوچھا وہ کیا مسائل ہیں؟ کہنے لگیں یہ جوان لڑکیاں ہیں ان کے رشتے کر کے چلے جائیں، ان کی وجہ سے میں فکر مند ہوں۔ طوالو کا انٹری پرمٹ آ چکا تھا اور ان کے مسائل ابھی قابل حل تھے۔ اور اس کے کوئی آثار بھی نہ تھے کہ یہ کام ہو جائے گا۔ اس سفر میں ایک قانونی روک پیدا ہو گئی۔ پاکستانی پاسپورٹ میں طوالو کا اندراج نہ تھا۔ میں نے مکرم وکیل التبشیر صاحب سے اس کا ذکر کیا کہ طوالو کا اندراج نہیں ہے کہیں کوئی مشکل پیدا نہ ہو جائے۔ آپ نے اسکے لئے کاروائی شروع کروا دی کہ طوالو کا اندراج ہو جائے لیکن یہ ممکن نہ ہوا حتی کہ اڑھائی سال گزر گئے۔ اسی دوران بڑی بیٹی امۃ النصیر کا رشتہ ایک طالب علم عزیزم راجہ محمود احمد صاحب سے طے ہو کر شادی ہو گئی۔ دوسری دو بیٹیاں بھی جوان تھیں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک ہی دن دو رجسٹرڈ خط ملے اور ان میں دوسری دونوں لڑکیوں کے رشتہ کی خواہش کی گئی تھی۔ دونوں لڑکے اپنے رشتہ دار تھے۔ ایک بھانجا جو کہ طالبعلم تھا اور ان کی یہ شرط تھی کہ تعلیم سے فراغت کے بعد ملازمت ملنے پر رخصتانہ کریں گے۔ دوسرا رشتے میں بھتیجا تھا۔ وہ ایک معمولی ملازمت کرتا تھا۔ امۃ الحفیظ نے بلا تردد اور بلا توقف مجھے یہ مشورہ دیا کہ منظوری کا خط لکھ دیں۔ ان کو رضامندی کی اطلاع دیدی۔

کچھ دنوں کے بعد چھوٹی لڑکی امۃ الکریم کے رخصتانہ کا مطالبہ ہوا جبکہ بڑی لڑکی کے متعلق لڑکے والوں کو لمبا وقت چاہئے تھا۔ وہ پڑھائی مکمل کر کے ملازم ہونے کی شرط تھی۔ اس مطالبے پر کسی کو شرح صدر نہ تھا کہ بڑی کی موجودگی میں چھوٹی کو رخصت کر دیں۔ امۃ الحفیظ نے مشورہ دیا کہ ہر ایک کی مجبوریاں ہیں آپ ان کو لکھ دیں کہ آپ رخصتانہ کی تیاری کریں۔ بہر حال نہایت سادگی سے اس کا رخصتانہ ہو گیا اور کچھ عرصہ کے بعد لڑکے حافظ ناصر احمد قمر کی بھی شادی ہو گئی جو پروگرام میں نہ تھا۔ ناصر احمد کی شادی پر ابھی دو ماہ کا وقت گزرا تھا کہ ایک دن ٹیلیفون کے ذریعہ راولپنڈی سے بڑی لڑکی امۃ المومن کے متعلق لڑکے کے والدین کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ ہم بھی رخصتانہ کے خواہش مند ہیں۔ حالانکہ ان کی شرط تھی کہ لڑکا تعلیم سے فارغ ہو کر برسر روزگار ہونے پر رخصتانہ کریں گے اور ابھی ناصر احمد کی شادی پر دو ماہ گزرے تھے۔ ادھر لڑکے کے والد صاحب بیرون ملک تھے۔ اس کے چچا اور تایا نے یہ فیصلہ کر کے اطلاع دی جو بالکل غیر متوقع تھی۔ اگر رخصتانہ کرنا تھا تو چند ہفتے پہلے کر لیتے تا دونوں بہن بھائی کا اکٹھا ایک ہی روز شادی اور رخصتانہ ہو جاتا اس طرح خرچ بچ سکتا تھا۔ کئی عزیزوں رشتہ داروں نے اس پر تبصرے شروع کر دئے لیکن میری اہلیہ محترمہ نے بغیر کسی تذبذب اور ناراضگی کے کہا کہ یہ ان کی اپنی مجبوریاں ہونگی اس بحث کو چھوڑیں۔ آپ ان کو اطلاع دے دیں کہ ہم لڑکی کو رخصت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ رشتہ بھی اتنی جلدی ہوا کہ لڑکے کے والد صاحب شادی میں شریک نہ ہو سکے حالانکہ یہ ان کے پہلوٹھے بیٹے کی شادی تھی اور اس جلد بازی پر ان کے خاندان میں بدمزگی بھی پیدا ہوئی۔ بہر حال رخصتانہ ہو گیا اور اس طرح امۃ الحفیظ کے مسائل حل ہو گئے بلکہ اس کے ساتھ ایک بیٹے ناصر احمد کی شادی بھی ہو گئی۔ ان شادیوں کے موقعہ پر نہ بچیوں نے کسی خواہش کا اظہار کیا اور نہ ہی لڑکے والوں نے کوئی مطالبہ کیا۔

اسی دوران حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے طوالو کی بجائے میری تقرری جزائر فجی میں کر دی گئی۔ آخری شادی کے دو تین ماہ بعد خاکسار فجی چلا گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے امۃ الحفیظ کی اس بات کو پورا کرنے کے غیب سے سامان فرما دئے کہ میرے مسائل حل کر کے چلے جائیں اور میرے جانے کے چھ ماہ بعد وہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون.

وہ اپنے مسائل اتنی جلدی سے طے کروا رہی تھیں یوں معلوم ہوتا تھا کہ علم الٰہی میں ان کی واپسی قریب آرہی تھی اور وہ میری ذمہ داریوں کو اپنی زندگی میں ہلکا کرنا چاہتی تھیں۔

بڑے لڑکے نے جب اچھے نمبروں پر میٹرک پاس کیا تو بہت سے رشتہ داروں اور دوستوں نے مشورہ دیا کہ اس کو اعلیٰ تعلیم کے لئے کالج میں داخلہ لے کر دیا جائے۔ کوئی اچھی سی لائن اختیار کی جائے تا چھوٹے بہن بھائیوں کے لئے سہارا بن جائے لیکن بیٹے کا ارادہ وقف زندگی کرنے کا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت میں اس کے ارادہ کے ساتھ دعا اور مشورہ کے لئے لکھا تو حضور نے فرمایا کہ اگر وقف ہے تو جامعہ میں جائے ہمیں ذہین بچوں کی بھی ضرورت ہے۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئیں۔ جب جامعہ کی تعلیم سے فارغ ہو کر وہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد مقرر ہوئے پھر لندن چلے گئے لیکن کبھی اس خواہش کا اظہار نہیں کیا کہ وہ میری مالی مدد کرے یا کچھ دے بلکہ ہمیشہ اس کے لئے کچھ نہ کچھ بنوا کر بھجواتی رہیں اور کہتیں کہ میرے لئے یہی کافی ہے کہ خدمت دین کے لئے قبول کیا گیا ہے۔ عزیزم نصیر احمد قمر کی وقف زندگی میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے کیونکہ جن تنگی کے حالات میں انہوں نے گزارہ کیا اگر وہ ہر وقت اس کا رونا روتی اور گلہ شکوہ کرتی رہتیں تو بچہ شاید کبھی بھی وقف زندگی کی طرف توجہ نہ کرتا خصوصاً جبکہ بہت سے رشتہ داروں اور دوستوں نے اپنے خیال میں از راہ ہمدردی یہ تحریک کی تھی کہ ہم مدد کریں گے اس کو ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ بنائیں جامعہ میں جانا ہی خدمت دین نہیں، چندے دینا اور مالی مدد کرنا بھی خدمت دین ہے۔ اس کے باوجود زندگی وقف کرنا اور جامعہ جانے کے لئے تیار ہونا اس میں اس کی والدہ کی پُر سکون اور مطمئن اور شکر گزار زندگی کا بھی حصہ ہے۔

ان کی زندگی میں دو بیٹوں کی شادی ہوئی۔ ایک بہو کے ساتھ چھ سات ماہ تک رہیں۔ ایک میری بھتیجی تھی اور ایک اُن کی۔ ان کے ایک بھائی مکرم احمد حسین صاحب کو درویش قادیان ہونے کی عزت حاصل ہے ان کی بیٹی ہیں۔ دونوں کو دونوں خاندانوں سے خوب تعارف کروایا یعنی میری بھتیجی کو اپنے خاندان سے اور اپنی بھتیجی کو میرے خاندان سے۔ دونوں سے بہت پیار کیا۔ اب وہ ان کے پیار کو یاد کر کے روتی ہیں۔

ان کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اگر کوئی جماعتی یا انتظامی فیصلہ ہو جو بظاہر ان کے مفاد میں نہیں ہے تو اس کے خلاف کوئی بات نہ تو کرتی تھیں نہ کسی کی ہاں میں ہاں ملا کر اس کی تائید کرتی تھیں۔

ایسے ہی معاملات میں سے ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں:

۱۹۷۴ء میں خاکسار سرگودھا کا مربی ضلع تھا۔ اچانک اور غیر متوقع طور پر بھٹو حکومت کی حمایت اور سکیم کے ماتحت جماعت کے خلاف سارے پاکستان میں فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ احمدیوں کا جانی و مالی نقصان ہوا۔ سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ ان حالات میں خاکسار نے اپنے بچے ربوہ ایک عزیز مکرم بھائی حسن دین صاحب کے پاس دارالنصر غربی میں منتقل کر دئے۔ کچھ دنوں کے بعد ایک مکان کرایہ پر لیا گیا وہ بھی خالی کرنا پڑا۔ پھر ایک اور کرایہ پر لیا۔ اسی دوران میری تقرری بطور مربی بیرون ملک غانا (مغربی افریقہ) میں کر دی گئی اور مجھے باہر بھجوا دیا گیا۔ جبکہ مستقل رہائش کا انتظام نہیں تھا لیکن انہوں نے میرے سفر میں کوئی عذر نہ کیا۔ بعد میں ان کو پھر مکان بدلنا پڑا۔ اس طرح کرنے سے سامان کو بار بار اٹھائے پھرنے سے جہاں اخراجات زیادہ اٹھتے ہیں وہاں توڑ پھوڑ بھی ہوتی ہے۔ اس طرح برتن اور کتابیں بھی ضائع ہوئیں لیکن انہوں نے کبھی شکوہ نہیں کیا اور نہ ہی مجھے پریشانی کا خط لکھا بلکہ ہمیشہ تسلی کا خط لکھتی رہیں۔ آخر کافی عرصہ کے بعد صدر انجمن احمدیہ کا کوارٹر ملنے میں کامیابی ہو گئی۔ الحمدللہ۔

جب میرے بڑے بیٹے نصیر احمد صاحب کا رشتہ طے ہو گیا اور نکاح بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اجازت سے ہو گیا جو حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (ایدہ اللہ) نے پڑھایا اس وقت میری تقرری افریقہ کے لئے ہو گئی تھی۔ کئی عزیزوں دوستوں نے کہا کہ حضور انور سے اجازت لے لی جائے تاکہ اپنی موجودگی میں شادی کروا کر جائیں۔ ان کی بھتیجی قادیان سے لانی تھی۔ وہ بھی ایک درویش کی پہلی بیٹی تھی۔ اگر حضور انور سے درخواست کی جاتی تو شاید روانگی میں دو چار ماہ کی تاخیر ہو جاتی۔ جب میری رائے پوچھی گئی تو میں

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں۔

صحابہؓ کی خدمتِ والدین وعائلی زندگی

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ کے سالانہ نمبر۹۹ء میں شامل اشاعت مکرم محمد محمود طاہر صاحب کے ایک تفصیلی مضمون میں صحابہ رسولؐ کی خدمت والدین، تربیت اولاد اور عائلی زندگی کا بیان ہے۔

آنحضرت ﷺ نے والدین کی نافرمانی کو گناہ کبیرہ قرار دیا۔ چنانچہ وہ صحابہؓ جن کے والدین ایمان نہیں لائے تھے، وہ بھی اپنے والدین کی خدمت میں کوئی کمی نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا اپنی مشرک والدہ سے حسن سلوک ایک لمبے عرصہ تک پھیلا ہوا ہے۔ آپؓ اُن کے سخت کلمات سنتے لیکن صلہ رحمی میں کوئی کمی آنے نہ دیتے۔ آخر آنحضور ﷺ کی دعا سے وہ بھی ایمان لے آئیں۔

حضرت اسماءؓ بنت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اُنکی مشرک والدہ اُنکے پاس آئی ہیں، کیا اُن سے اچھا سلوک کروں۔ تو آپؐ نے حضرت اسماءؓ کو اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرنے کا ارشاد فرمایا۔

صحابہؓ اپنے والدین کے دوستوں سے بھی حسن سلوک میں کمی نہ کرتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو راستہ میں ایک اعرابی ملا تو آپؓ نے اُسے اپنے گدھے پر سوار کرلیا اور اپنا عمامہ اُسے دیدیا۔ ساتھیوں نے اس قدر حسن سلوک کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس شخص کا باپ میرے والد عمرؓ بن الخطاب سے بہت محبت رکھنے والا تھا اور مَیں نے آنحضورؐ سے سنا ہے کہ یہ بہت بڑی نیکی ہے کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

حضرت سعدؓ بن عبادہ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ وفات پاگئی ہیں لیکن انہوں نے ایک نذر مانی تھی، کیا مَیں اُسے پورا کروں؟۔ فرمایا: ہاں، اپنی والدہ کی خواہش پوری کرو۔

ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا باپ اتنا بوڑھا اور ضعیف ہوچکا ہے کہ وہ سواری پر صحیح طرح بیٹھ بھی نہیں سکتا، کیا مَیں اس کی طرف سے حج کا فریضہ ادا کردوں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ نے کھجور آنے کے موسم سے پہلے کھجور کے ایک درخت میں شگاف کرکے اس سے اس کا جمار نکالا تو لوگوں نے کہا کہ اس وقت ایسا کرنے سے پھل کو بہت نقصان پہنچے گا۔ آپؓ نے کہا کہ میری والدہ نے اس کی مجھ سے فرمائش کی تھی اور جہاں تک ہوسکتا ہے، مَیں اُن کی فرمائش کی تعمیل کرتا ہوں۔

حضرت اویس قرنیؒ کی خدمتِ والدہ کا تذکرہ کتب سلف میں محفوظ ہے۔ آپؒ یمن کے رہنے والے تھے اور آپؒ نے اگرچہ آنحضور ﷺ کا زمانہ پایا لیکن صرف اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے خدمت رسالت میں حاضر ہونے کی سعادت سے محروم رہے۔ آپؒ کو دربار رسالت سے یہ اعزاز بھی ملا کہ آنحضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ جب اُس سے ملو تو میرا سلام کہو۔

حضرت ابن عمرؓ نے ایک یمنی آدمی کو اس حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا کہ وہ اپنی والدہ کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے تھا اور یہ شعر پڑھ رہا تھا کہ مَیں اپنی والدہ کے لئے اس کی ماتحت سواری ہوں۔ اگرچہ والدہ کی اصل سواری تو گھبرا گئی ہے لیکن مَیں گھبرانے والا نہیں ہوں۔

صحابہؓ نے اپنے بچوں کی تربیت اور پرورش کا حق بھی بخوبی ادا کیا اور اپنے جذبات کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔ چنانچہ حضرت امّ سلیمؓ کے بیٹے حضرت انس بن مالکؓ ابھی بہت چھوٹے تھے جب انسؓ کے والد کا انتقال ہوگیا۔ ابوطلحہ نے حضرت امّ سلیمؓ کی طرف شادی کا پیغام بھیجا تو آپؓ نے فرمایا کہ جب تک انسؓ بڑا نہیں ہوجاتا، مَیں شادی نہیں کروں گی۔ جب انسؓ بڑے ہوگئے تو ابوطلحہ نے شادی کا پیغام دوبارہ بھیجا۔ اس پر حضرت امّ سلیم نے فرمایا کہ مَیں مسلمان ہوچکی ہوں۔ چنانچہ ابوطلحہ نے بھی اسلام قبول کرلیا اور دونوں کے درمیان حق مہر ”اسلام“ طے ہوا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؓ ابھی بچے ہی تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہوگیا اور انکی والدہ فاطمہؓ بنت ولید بن مغیرہ سے حضرت عمرؓ نے نکاح کرلیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن کی نہایت اعلیٰ رنگ میں تربیت فرمائی چنانچہ آپؓ کہتے تھے کہ مَیں نے حضرت عمرؓ سے بہتر کوئی پالنے والا نہیں دیکھا۔

قریش کی عورتوں کے بارہ میں ایک بار آنحضور ﷺ نے فرمایا: ”قریش کی عورتیں نیک بخت ہیں۔ یہ اپنے بچوں پر بچپن میں بہت شفقت کرتی ہیں اور مہربان ہوتی ہیں اور اپنے خاوند کے مال واسباب کی بھی خوب حفاظت کرتی ہیں“۔

غزوہ تبوک کے بعد آنحضور ﷺ نے جن تین صحابہ سے ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا اُن میں حضرت ہلالؓ بن امیہ بھی شامل تھے۔ جب ان صحابہؓ کے ساتھ معاشرتی تعلق نہ رکھنے کی ہدایت کی گئی تو انہوں نے احسن رنگ میں ثبات قدم کے ساتھ اس سزا کو نبھایا۔ تاہم ہلالؓ بن امیہ کی بیوی نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا خاوند بہت بوڑھا اور محتاج ہے۔ اُس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں۔ اگر مَیں اس کے کام کاج کردوں تو آپؐ برا تو نہیں منائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں، مگر وہ تیرے قریب نہیں آئے گا۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کو اپنی اہلیہ عاتکہ بنت زید سے بہت محبت تھی اور بیوی کی جدائی برداشت نہ تھی اس لئے بعض غزوات میں شریک نہ ہوسکے تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں اپنی بیوی کو طلاق دینے کیلئے کہا۔ انہوں نے والد کے اصرار پر طلاق تو دیدی لیکن دل اُسی کی طرف مائل رہا اور اُسکے اخلاق حسنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بعض شعر کہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ شعر سنے تو حضرت عبداللہؓ کو رجوع کی اجازت دیدی۔...... جب عبداللہ کی وفات ہوئی تو عاتکہ نے بھی غم سے بھرا ہوا مرثیہ اپنے خاوند کی یاد میں کہا اور اُن کی خوبیوں کا تذکرہ کیا۔

......❁......❁......❁

صحابہؓ رسول کی اطاعت وفرمانبرداری

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ صحابہؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:- ”آنحضور ﷺ کے فیض اور صحبت اور تربیت سے اُن پر وہ اثر ہوا اور اُن کی حالت میں وہ تبدیلی پیدا ہوئی کہ خود آنحضرت ﷺ نے اس کی شہادت دی کہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ۔ گویا بشریت کا چولہ اتار کر مظہر اللہ ہوگئے تھے اور ان کی حالت فرشتوں کی سی ہوگئی تھی جو یَفْعَلُوْنَ مَایُؤْمَرُوْنَ کے مصداق ہیں“۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ بعض اعمال کو جو آپؐ کے محبوب ہوتے، بجالانے سے اس لئے رُک جاتے کہ صحابہؓ اس کی پیروی کریں گے اور اپنے اوپر لازم قرار دیدیں گے اور اس طرح کہیں وہ مشکل میں نہ پڑجائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک شخص کو امیر کی اطاعت کے بارہ میں یوں سمجھایا کہ جب ہم حضور ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے تو آپؐ ابھی پورا حکم نہ دے پاتے تھے کہ ہم اسے بجالاتے تھے۔

جنگ بدر کے موقع پر جب آنحضور ﷺ نے صحابہؓ سے اُن کا مشورہ پوچھا تو حضرت مقدادؓ بن اسود نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! ہم موسیٰ کے اصحاب کی طرح نہیں ہیں کہ آپ کو یہ جواب دیں کہ جاتُو اور تیرا ربّ لڑو۔ آپؐ جہاں بھی چاہتے ہیں، چلیں۔ ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی، ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ جب تک ہم میں آخری سانس ہے، کوئی آپؐ کا بال بھی بیکا نہیں کرسکے گا“۔

اس موقع پر حضرت سعدؓ بن معاذ نے انصار کی نمائندگی میں عرض کیا: ”خدا کی قسم جب ہم آپؐ کو سچا سمجھ کر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اپنا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ میں دیدیا ہے تو پھر آپؐ ہمیں جہاں چاہیں لے چلیں، ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ اور اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کود جانے کو کہیں تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا اور آپؐ انشاء اللہ ہم کو لڑائی میں صابر پائیں گے اور ہم سے وہ بات دیکھیں گے جو آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گی“۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”صحابہ کرام کی زندگی میں ایک بھی ایسا واقعہ نہ ملے گا کہ اگر کسی کو ایک دفعہ اشارہ بھی کیا گیا ہے تو پھر خواہ بادشاہ وقت نے کتنا ہی زور کیوں نہ لگایا، مگر اس نے سوائے اس اشارہ کے اَور کسی کی کچھ مانی ہو“۔

حضرت عوفؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ بعض صحابہؓ نے ان الفاظ میں آنحضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ”اللہ کی عبادت کریں گے، کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے، پانچ نمازیں ادا کریں گے اور کامل فرمانبرداری اختیار کریں گے اور لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگیں گے“۔ یہ لوگ اپنی بیعت میں اس حد تک صادق اور باوفا نکلے کہ بعد کے زمانہ میں بعض سواری پر بیٹھے ہوتے جب سواری چلانے والا چھانٹا گر جاتا لیکن وہ کسی سے اُسے پکڑانے کیلئے نہ کہتے بلکہ خود اتر کر چھانٹا پکڑتے۔

حضرت کعب بن مالکؓ سے ابن ابی حدردؓ نے کچھ قرض لیا۔ ایک روز مسجد نبوی میں اس بارہ میں دونوں میں کچھ تلخ کلامی ہوگئی اور آوازیں بلند ہوگئیں۔ جب آنحضور ﷺ تک یہ آوازیں پہنچیں تو آپؐ نے حجرے کا پردہ ہٹایا اور کعبؓ بن مالک کو آواز دی۔ حضرت کعبؓ نے فوراً عرض کی: لبیک یارسول اللہ۔ آپؐ نے زبان سے تو کچھ نہ فرمایا صرف ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض معاف کردو۔ حضرت کعبؓ نے فوراً عرض کی قَدْ فَعَلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔ پھر آپؐ نے ابی حدرد کو کہا جاؤ اور اس کا آدھا قرض ادا کردو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحابہؓ کے بارہ میں فرمایا:- ”اُن کے دلی ارادے اور نفسانی جذبات بالکل دُور ہوگئے تھے، ان کا اپنا کچھ رہا ہی نہیں، نہ کوئی خواہش تھی نہ آرزو بجز اس کے کہ اللہ راضی ہو۔ اور اس کے لئے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح ہوگئے“۔

صحابہ رسولؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کے بارہ میں مکرم مسعود احمد صاحب سلیمان کا ایک مضمون روزنامہ ”الفضل“ ربوہ کے سالانہ نمبر۹۹ء میں شامل اشاعت ہے۔

......❁......❁......❁

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۲؍فروری میں شامل اشاعت، مکرم چودھری محمد علی صاحب کی ایک غزل سے چند اشعار پیش ہیں

اتنی مجبوریوں کے موسم میں
جشن برپا ہے دیدۂ نم میں
منسلک بھی ہیں رشتۂ غم میں
فاصلے بھی ہیں کس قدر ہم میں
ہو گیا کون زندۂ جاوید
خون کس کا ہے ساغرِ جم میں
میرے مالک کوئی بشارت دے
دل کی تبدیلیوں کے موسم میں

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

12/03/2001 – 18/03/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 12th March 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Class: Lesson No.117, Final Part ®
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.175 ®
02.20 MTA USA: Various Items
03.15 Urdu Class: Lesson No.96 ®
04.20 Learning Chinese: Lesson No.204 ® With Usman Chou Sahib
04.55 Mulaqat: With Young Lajna & Nasirat
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Kudak No.28 Produced By MTA Pakistan
06.55 Dars ul Quran: No.10 (1998) ®
08.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.175 ®
09.20 Urdu Class: Lesson No. 96 ®
10.20 MTA Variety Programme
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News
12.45 Rencontre Avec Les Francophones Huzoor and French speaking guests
13.50 Children's Programme: Kudak No.28 ® Produced by MTA Pakistan
14.00 Bengali Service: Various Items
15.05 Homeopathy Class: Rec.25.12.96 By.Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.15 Children's Class: Lesson No.118, Part 1
16.55 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: Lesson No.97
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.176 With Arabic Speaking Friends
20.35 Turkish Programme: Various Items
21.05 Rohani Khazine: Prog. No.24 / P.1 Quiz on Braheen e Ahmadiyyat
21.40 Rencontre Avec Les Francophones ®
22.45 Homeopathy Class: Rec.25.12.95 ®

Tuesday 13th March 2001

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Mulaqat: No.118, Part 1 ®
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.176 ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.15 MTA Sports: 5th All Pakistan Games Organised by Atfal – ul – Ahmadiyya Pakistan 2000.
03.0 Urdu Class: Lesson No.97 ®
04.00 Speech: by Prof. Saood A. Khan Sb. Topic: Religion, science, Philosophy in the light of the Holy Quran
04.55 Rencontre Avec Les Francophones: ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Class: with Hazoor ® Class No.118, Part 1 – Rec.13.06.98
07.15 Pushto Programme: F/S – Rec.04.02.00 With Pushto Translation
08.10 Rohaine Khazaine: Prog. No.24 – Part 1 ®
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.176 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.97 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning French: Lesson No.10
13.05 Bengali Mulaqat: Rec.16.05.00 With Bangla Speaking guests
14.10 Bengali Service: Various Items
15.10 Tarjumatul Quran: By Hazoor Class No.164 – Rec.26.11.96
16.15 Children's Corner: Guldasta No.9
16.50 Learning French: Lesson No.10 ®
17.15 German Service: Atfal Ecke, more
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.98
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.177
20.25 Norwegian Programme: Contemporary Issues
20.55 Bengali Mulaqat: Rec.16.05.00 ®
22.00 Hamari Kaenat: Programme No.82 Hosted by Syed Tahir Ahmad Sahib
22.25 Tarjumatul Quran: Class No.164 ®
23.30 Learning French: Lesson No.10 ®

Wednesday 14th March 2001

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Guldasta No.9 ®
01.05 Liqa Ma'al Arab : Session No.177 ®
02.15 Bengali Mulaqat: Rec.16.05.00 ®
03.20 Urdu Class: Lesson No.98 ®
04.35 Learning French: Lesson No.10 ®
05.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.164 ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Guldasta No.9 ®
07.15 Swahili Programme: Muzzakarah The Prophecies in the Bible. Host: Abdul Basit Shahid Sb.
08.10 Hamari Kaenat: Prog. No.82 ®
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.177 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.98 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Urdu Asbaaq: With Maulana Hadi Ali Sb.
13.00 Atfal Mulaqat: Rec.24.05.00
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjumatul Quran: Class 165
16.10 Urdu Asbaaq: ®
16.40 Children's Corner *(New)*: Cartoons Produced by MTA Lahore
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.99
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.178
20.35 French Programme: Various Items
21.05 Atfal Mulaqat: Rec.24.05.00 ®
22.05 Keh Kay Shaan: Faith & Practice of Faith
22.20 Tarjumatul Quran : Class No.165 ®
23.30 Urdu Asbaaq: ®

Thursday 15th March 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner*(New)*: Cartoons ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.178 ®
02.10 Mulaqat: Atfal ul Ahmadiyya 24.05.00 ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.99 ®
04.10 Urdu Asbaaq: ®
04.50 Tarjumatul Quran: ClassNo.165 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner*(New)*: Cartoons ®
06.55 Sindhi Programme: The Meaning of Jihad Host: Syed Tahir Ahmad Suhail Sb
07.50 Tabarukaat: " The Victory of Islam" By Mau. Jalal uddin Shams Sb. J/S 1965
08.50 Keh Key Shaan: Faith & Practice of Faith ® Presenter: Nafees A. Attique Sb.
09.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.178 ®
10.10 Urdu Class: Lesson No.99 ®
11.05 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Turkish: Lesson No.9
13.00 Q/A Session With Hazoor – Rec.23.11.97 Organised by Ansarullah U.K. (English)
13.40 Documentary: Safar Hum Nay Kiya
14.05 Bengali Service: Friday Sermon by Hazoor Rec.10.02.95 With Bangali Translation
15.05 Homeopathy Class: By Huzoor
16.05 Children's Corner: Guldasta No.10
16.30 Children's Corner: Waqfe Nau Ijtema
16.55 German Service: Journal, Al Maidah
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.100 Rec.13.10.95
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.179 Rec: 02.07.96
20.35 MTA Lifestyle: Al Maidah
20.50 Tabarukat: Topic ' Victory of Islam' By Mau. Jalaluddin Shams Sb. ®
21.50 Quiz History of Ahmadiyyat No.76 Host: Fahim Ahmad Khadim Sahib
22.20 Homeopathy Class: ®
23.25 Learning Turkish: Lesson No. 9 ®

Friday 16th March 2001

00.05 Tilawat, Dars-ul-Hadith, News
00.40 Children's Corner: Guldasta No.10 ®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.179 ®
02.10 Tabarukat: 'The Victory of Islam' Mau. Jalal-ud-Din Shams Sb. ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.100 ®
04.10 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
04.25 Learning Turkish: Lesson No.9®
04.55 Homeopathy Class: ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Guldasta No.10 ®
07.15 Quiz; History of Ahmadiyyat No.76 ®
07.45 Siraiky Programme: F/S With Siraiky Translation Rec.02.06.00
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.179 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.100 ®
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Dars ul Hadith
11.30 Bengali Service: Various Items
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News Darood Shareef
13.00 Friday Sermon: From London
14.00 Documentary: Exhibition ' Nusrat Jehan Academy' Urdu Section, Part 2
14.25 Majlis e Irfan: Rec.14.07.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.25 Lajna Magazine: Programme No.7 / Part 2
15.50 Friday Sermon: ®
16.25 Children's Corner: Class No.42, Part 2 Produced by MTA Canada
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 Urdu Class: Lesson No.101 Rec.14.10.95
19.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.180 Rec:03.07.96
20.15 Interview: Part 1 Host: Naseer Ahmad Anjum Sb. Documentary: Exhibition ®
21.10 Friday Sermon: ®
22.10 All Pakistan Moshaira – Part 1
23.00 Majlis Irfan: With Hazoor ®

Saturday 17th March 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.41, Part 2 Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.10 Friday Sermon: By Hazoor ®
02.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.180 ®
03.15 Urdu Class: Lesson No.101 ® By Hadhrat Khalifatul Masih IV
04.15 Computers for Everyone: Part 90 Presented By Mansoor Ahmad Nasir Sahib
04.55 Majlis e Irfan: Rec.14.07.00 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Class: No.41 Part 2 ®
07.20 MTA Mauritius: Le jour du Masih
08.15 Quiz: Seerat Hadhrat Masih Maud (a.s.) Organised by Jamia Ahmadiyya Rabwah
09.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.180 ®
10.05 Urdu Class: Lesson No.101 ®
11.05 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Computers for Everyone: Part No.90 ®
13.10 German Mulaqat: Rec.20.05.00
14.00 Bengali Service: Various Items
15.05 Quiz: Khutabat-e-Imam From Huzoor's Friday Sermons
15.55 Children's Class: With Huzoor Rec.17.03.01
16.55 German Service: Schule und dann, more.....
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.15 Urdu Class: Lesson No.102 Rec.15.10.95
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.181 Rec:04.07.96
20.35 Arabic Programme: Tafseer ul Kabeer
21.20 Children's Class: Rec.17.03.01 ®
22.20 Annual Computer Exhibition: Host - Maqbool A. Mubashir Sb.
23.05 German Mulaqat: ®

Sunday 18th March 2001

00.05 Tilawat, News
00.50 Quiz Khutabat-e-Iman
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.181 ®
02.25 MTA Variety: Speech
03.00 Urdu Class: Lesson No.102 ®
04.15 Seeratun Nabee (saw): Prog. No.25
04.55 Children's Class: With Hazoor (2001) ®
06.05 Tilawat, News, Preview
06.55 Quiz Khutbat-e-Imam ®
07.25 German Mulaqat: 20.05.00 ®
08.20 Chinese Programme: Part 34 Islam Amongst Religions
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.181 ®
10.00 Urdu Class: Lesson No.102 ®
11.00 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.50 Learning Chinese: Lesson No.205 With Usman Chou Sahib
13.20 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat Rec. 28.05.00
14.15 Bengali Service: Various Programmes
15.15 Friday Sermon: From London ®
15.45 Medical Matters: Child And Mother Health
16.30 Children's Class: Lesson No.118 Final Part / Rec.13.06.98
16.50 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.103 Rec. 20.10.95
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.182 Rec. 09.07.96
20.40 MTA USA: Various Items
21.35 Dars ul Quran No. 11 Rec:12.01.98 By Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.00 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec.28.05.2000

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 | Friday, March 9, 2001 | Issue No. 10

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

عیسائیت کے تابوت میں آخری کیل

نئی امریکی انجیل سے "خداوند" یسوع کی الوہیت اور صعود آسمان کی آیات خارج کردی گئیں

کچھ عرصہ ہوا امریکہ میں ۲۷ عیسائی سکالرز کی ایک خصوصی کمیٹی نے سالہا سال کی محنت و کاوش کے بعد انجیل کا نیا انگریزی ترجمہ آر۔ایس۔وی (Revised Standard Version) کے نام سے شائع کیا تھا۔ اس ترجمہ کو امریکہ اور یورپ میں ہی نہیں برصغیر پاک و ہند میں بھی غیر معمولی مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ چنانچہ پادری عنایت ایس ٹل ایم۔اے کوٹ لکھپت کی تحقیق کے مطابق اس نئے امریکی ترجمہ کو پاکستان میں مندرجہ ذیل کلیساؤں اور اداروں کی سرپرستی حاصل ہے:

"(۱) کلیسائے پاکستان جس میں سابقہ اینگلیکن چرچ، یونائیٹڈ میتھوڈسٹ چرچ۔ لوتھرن چرچ۔ سیالکوٹ چرچ کونسل (قدیم سکاچ مشن) شامل ہیں۔ (۲) امریکی مشن۔ (۳) پاکستان بائبل سوسائٹی۔ (۴) پاکستان کرسچین کونسل۔ (۵) گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ"۔

اس ترجمہ کے نتیجے میں عیسائیت کی بنیادوں میں زلزلہ بپا ہو گیا کیونکہ اس میں سے وہ تمام "آیات" یکسر خارج کردی گئی ہیں جن میں 'خداوند' یسوع کی الوہیت، کفارہ، معجزات اور آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انٹرنیشنل کونسل آف چرچز اور اس کونسل سے ملحق پاکستان کی تمام کلیسائیں (جن میں یورپی سنٹر آف پاکستان پیش پیش ہے) اس ترجمہ کے خلاف پوری قوت سے صف آراء ہیں مگر آسمان پر کسر صلیب اور قیام توحید کے ربانی فیصلہ کو اب دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی حکومت بلکہ ساری عیسائی حکومتیں بھی مل کر روک نہیں سکتیں۔

"ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے"
"یہ قضا وہ ہے جو بدلے گی نہ تدبیروں سے"

ذیل میں پاکستان کے ایک فاضل جناب ابو عبداللہ عبدالمالک اریحانی کے قلم سے ان "انجیلی آیات" کی تفصیل دی جارہی ہے جو اس نئے ترجمہ سے نکال دی گئی ہیں اور جس کے باعث نہ صرف کثیر التعداد عیسائی کلیسیاؤں بلکہ مسیح کے جسمانی رفع الی السماء کے قائل علماء وقت کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ہے۔

☆......☆......☆......☆

مقدس مرقس کی انجیل سے حذف کردہ آیات

باب ۷ آیت ۱۶: اگر کسی کے سننے کے کان ہو تو وہ سن لے (حذف)

باب ۹ آیت ۴۴: جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی۔ (حذف)

باب ۹ آیت ۴۹: کیونکہ ہر شخص آگ سے نمکین کیا جائے گا اور ہر ایک قربانی نمک سے نمکین کی جائے گی۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کردیا گیا ہے)

باب ۱۰ آیت ۲۴: جو لوگ دولت پر بھروسہ کرتے ہیں ان کے لئے خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا کیا ہی مشکل ہے۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کردیا گیا ہے)

باب ۱۱ آیت ۲۶: اور اگر تم معاف نہ کروگے تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہارے قصور بھی معاف نہ کرے گا۔ (ساری آیت حذف ہے)

باب ۱۴ آیت ۶۸: اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں تو نہ جانتا ہوں اور نہ سمجھتا ہوں۔ کہ تو کیا کہتی ہے۔ پھر وہ باہر ڈیوڑھی میں گیا اور مرغ نے بانگ دی۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کیا گیا ہے)

باب ۱۵ آیت ۲۸: تب اس مضمون کا وہ نوشتہ کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا پورا ہوا۔ (ساری آیت حذف ہے)

باب ۱۶ آیت ۹ تا ۳۰: (تمام آیات اس ترجمہ میں سے نکال دی گئیں)۔

مقدس لوقا کی انجیل سے حذف شدہ آیات

باب ۹ آیت ۵۵: مگر اس نے پھر انہیں جھڑکا اور کہا تم نہیں جانتے کہ تم کس روح کے ہو۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کیا گیا ہے)

باب ۲۲ آیت ۱۹: پھر اس نے روٹی لی اور شکر کر کے توڑی۔ اور یہ کہہ کر ان کو دی کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے۔ میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کردیا گیا ہے)

باب ۲۲ آیت ۲۰: اور اس طرح کھانے کے بعد پیالہ یہ کہہ کر دیا کہ یہ پیالہ میرے اس خون میں نیا عہد ہے جو تمہارے واسطے بہایا جاتا ہے۔ (پوری آیت حذف کردی گئی)

باب ۲۴ آیت ۳: مگر اندر جا کر یسوع کی لاش نہ پائی۔ (خط کشیدہ الفاظ حذف)

باب ۲۴ آیت ۶: وہ یہاں نہیں ہے بلکہ جی اٹھا ہے۔ (ساری آیت حذف)

باب ۲۴ آیت ۱۲: اس پر پطرس اٹھ کر قبر تک دوڑا گیا اور جھک کر نظر کی اور دیکھا کہ صرف کفن ہی کفن ہے اور اس ماجرے سے تعجب کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا۔ (پوری آیت حذف کردی گئی ہے)

باب ۲۴ آیت ۴۰: اور یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے ہاتھ پاؤں دکھائے۔ (پوری آیت حذف)

باب ۲۴ آیت ۵۱: اور جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کردیا گیا ہے)

باب ۲۴ آیت ۵۲: اور وہ اس کو سجدہ کر کے بڑی خوشی سے یروشلم کو لوٹ گئے۔ (پوری آیت ہی حذف کردی گئی)

مقدس یوحنا کی انجیل سے حذف شدہ آیات

باب ۱ آیت ۱۴: اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا کہ باپ کے اکلوتے کا جلال۔ (لفظ اکلوتا حذف)

باب ۳ آیت ۱۳: اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اس کے جو آسمان سے اترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے۔ (آخری جملہ حذف کردیا گیا)

باب ۳ آیت ۱۶: کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔

(لفظ اکلوتا حذف کردیا گیا ہے) تاکہ کنواری سے پیدا ہونے کی حقیقت کو چھپایا جائے)

باب ۵ آیت ۳: ان میں بہت سے بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور پژمردہ لوگ جو پانی ہلنے کے منتظر ہو کر پڑے تھے۔ (خط کشیدہ جملہ حذف)

باب ۵ آیت ۴: کیونکہ وقت پر خداوند کا فرشتہ حوض پر اتر کر پانی ہلایا کرتا تھا۔ پانی ہلتے ہی جو کوئی پہلے اترتا سو شفا پاتا اس کی جو کچھ بیماری کیوں نہ ہو۔ (پوری آیت حذف ہے)

باب ۸ آیت ۱ تا ۱۱: اس عورت کا قصہ جو زنا میں پکڑی گئی۔ (پورا نکال دیا گیا ہے)

باب ۹ آیت ۳۵: اور جب اس سے ملا تو کہا کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے۔ (خدا کے بیٹے کی جگہ ابن آدم لکھ دیا گیا ہے)

رسولوں کے اعمال

باب ۸ آیت ۳۷: پس فلپس نے کہا کہ اگر دل و جان سے ایمان لائے تو بپتسمہ لے سکتا ہے۔ اس نے جواب میں کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ (ساری آیت حذف)

باب ۲۸ آیت ۲۹: جب اس نے یہ کہا تو یہودی آپس میں بہت بحث کرتے چلے گئے۔ (ساری آیت حذف)

رومیوں کے نام خط

باب ۵ آیت ۲: جس کے وسیلے سے ایمان کے سبب اس فضل تک ہمیں رسائی بھی ہوئی۔ (لفظ ایمان حذف ہے)

باب ۱۶ آیت ۲۴: ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم سب کے ساتھ ہو۔ (ساری آیت حذف)

کرنتھیوں کے نام پہلا خط

باب ۱۱ آیت ۲۹: کیونکہ جو کھاتے پیتے وقت خداوند کے بدن کو نہ پہچانے وہ اس کھانے پینے سے سزا پائے گا۔ (لفظ 'خداوند' حذف)

عبرانیوں کے نام خط

باب ۲ آیت ۷: تو نے اسے فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا۔ تو نے اس پر جلال و عزت کا تاج رکھا اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اسے اختیار بخشا۔ (خط کشیدہ جملہ حذف)

مقدس یوحنا کا پہلا خط عام

باب ۴ آیت ۹: جو محبت خدا کو ہم سے ہے وہ اس سے ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا تاکہ ہم اس کے سبب زندہ رہیں۔ (لفظ اکلوتا حذف)

عہد نامہ عتیق سے حذف کردہ آیات

زبور: باب ۲ آیت ۱۲: بیٹے کو چومو ایسا نہ ہو کہ وہ قہر میں آئے۔ (یہاں بیٹے کو چومو کی بجائے اس کے پاؤں چومو لکھ دیا ہے)

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔